﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾ (آل عمران: ۷۴) ☆ ﴿......عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل: ۸۰)

الفضل

ہفت روزہ
انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ:- نصیر احمد قمر

جلد ۶ جمعۃ المبارک ۱۵/اکتوبر ۱۹۹۹ء شمارہ ۴۲
۵/رجب ۱۴۲۰ ہجری ☆ ۱۵/اخاء ۱۳۷۸ ہجری شمسی

دوسروں کے لئے دعا

حضرت ابوالدرداءؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

"جو شخص اپنے بھائی کے لئے حالت غیب میں دعا کرتا ہے تو اس پر مقرر فرشتہ کہتا ہے۔ آمین۔ اور یہ بھی کہتا ہے کہ تیرے حق میں بھی یہ دعا قبول ہو۔

(صحیح مسلم کتاب الذکر باب فضل الدعا بظہر الغیب)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاکیزہ اخلاق اور آپؑ کی سیرت طیبہ کے مختلف پہلوؤں کا تذکرہ

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مقدس اصحاب حضرت حکیم انوار حسین صاحبؓ، حضرت کریم الدین صاحبؓ، حضرت ڈاکٹر علم الدین صاحبؓ، حضرت بابو غلام محمد صاحب ثانیؓ، حضرت مولوی محمد عبداللہ صاحبؓ، حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ، حضرت میاں عبدالرشید صاحبؓ، حضرت سید احمد نور صاحب کابلیؓ، حضرت محمد رحیم الدین صاحب احمدیؓ، حضرت میاں سوہنے خان صاحبؓ، حضرت عمر دین صاحبؓ (حجام)، حضرت میاں خیر الدین صاحبؓ اور حضرت مولوی محمد جی صاحبؓ کے مختصر تعارف کے ساتھ اُن کی بیان کردہ بعض دلچسپ اور ایمان افروز روایات

(سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے جلسہ سالانہ برطانیہ کے تیسرے روز کے دوسرے اجلاس سے خطاب کا خلاصہ)

(قسط نمبر۲)

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ سے اپنے اختتامی خطاب کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا:

حضرت حکیم انوار حسین صاحبؓ شاہ آبادی

ابن مولوی ظہور حسین صاحب سکنہ شاہ آبادی ضلع ہردوئی

تعارف:- حضرت حکیم صاحب ۱۸۸۹ء میں بمقام لدھیانہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ بعد ازاں براہین احمدیہ چہار حصص پڑھ کر نیز سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے خط و کتابت کی برکت سے ۱۸۹۴ء یا ۹۵ء میں آپؓ نے بیعت کی سعادت حاصل کرلی۔

روایت:- ۸۷ء میں جب حضرت منشی احمد جان صاحب نے ایک کتاب طبِ روحانی لکھی تو اس میں سلب امراض کے طریق بتائے گئے تھے۔ اور اس میں لکھا گیا تھا کہ دو حصے اور شائع ہونگے۔ دوسرا حصہ کشف قبور کے متعلق اور تیسرا حصہ عالم لاہوت اور ناسوت کے متعلق ہوگا۔ میں نے جب پہلا حصہ دیکھا تو منشی صاحب موصوف کی خدمت میں لکھا کہ دوسرا حصہ بھی روانہ کر دیں تو انہوں نے کہا اسکے چھپنے کی نوبت نہیں آئی۔ اسپر میں تو خاموش ہو گیا مگر اس کے کچھ عرصہ بعد منشی افضل حسین صاحب وکیل نے (جو بعد میں جج ہو گئے تھے اور اسی جگہ کے رہنے والے تھے) بھی منشی صاحب کو لکھا کہ آپ آخری دو حصے بھی روانہ کر دیں۔ اس پر منشی صاحب نے جواب دیا کہ اس کے چھپنے کی نوبت نہیں آئی۔ اس پر منشی افضل صاحب نے اصرار کیا اور لکھا کہ مسودہ ہی ان کا بھیج دیں۔ اسپر منشی صاحب نے جواب دیا کہ مسودہ بھی پھاڑ کر پھینک دیا گیا ہے۔ اس پر منشی افضل علی صاحب نے لکھا کہ چیر اپھاڑا ہوا ہی بھیج دیں تا اس کو ہی جمع کر کے معلوم ہو سکے کہ کیا لکھا ہے۔ حضرت منشی صاحب نے جواب دیا کہ "آں قدح بشکست و آں ساقی نماند" (وہ قدح ٹوٹ گیا ہے اور وہ ساقی اب نہیں رہا) پنجاب میں ایک آفتاب نکلا ہے جس کے سامنے ستارے رہبری نہیں کر سکتے۔ ان کا نام مرزا غلام احمد ہے۔ انہوں نے ایک کتاب براہینِ احمدیہ لکھی ہے اس کو منگوا کر پڑھو۔ (رجسٹر روایات نمبر ۸۔ صفحہ ۲۸۴ تا ۲۸۷)

کس شان کے یہ صاحبِ الہام بزرگ تھے! کیسی انکساری ان میں پائی جاتی تھی!!۔

باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

جو شخص اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے وہ سخت مشکلات اور مصائب میں بھی اندر ہی اندر اطمینان اور راحت پاتا ہے

توکل کے مضمون پر آیت کریمہ، احادیث نبویہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے احباب کو نصائح

(خلاصہ خطبہ جمعہ یکم اکتوبر ۱۹۹۹ء)

لندن (یکم اکتوبر): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے سورۃ الانفال کی آیت نمبر ۲ "اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ .... الخ" کی تلاوت کی اور اس کا ترجمہ پیش فرمایا اور پھر اس آیت کریمہ میں مذکور توکل کے مضمون کے حوالہ سے چند احادیث نبویہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض اقتباسات پیش فرمائے۔ اس ضمن میں حضور ایدہ اللہ نے سب سے پہلے اس حدیث کا ذکر فرمایا جس میں بیان ہے کہ جب سفر ہجرت کے موقعہ پر آنحضرت ﷺ اور حضرت ابو بکرؓ غار ثور میں تھے اور دشمن آپ کی تعاقب میں غار کے منہ پر پہنچ گیا تھا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے مشرکین کے قدموں کی طرف دیکھا تو آپؓ کو گھبراہٹ ہوئی کہ اگر انہوں نے جھک کر دیکھا تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ ہم یہاں پر ہیں۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ ابو بکر آپ کا ان دو کے متعلق کیا گمان ہے جن کا تیسرا اللہ ہے۔ آپ کا یہ ارشاد آپ کے غیر معمولی توکل علی اللہ کی ایک مثال ہے۔ حضور نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ نے اس جگہ حضرت ابو بکرؓ کو بھی اپنے ساتھ شامل فرمایا ہے اور یہ آیت شیعوں کے خلاف ایک پختہ دلیل ہے۔

اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے کہ جب آنحضرتؐ پر آیت کریمہ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ نازل ہوئی (یعنی اللہ آپ کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا) تو حضور اکرمؐ نے اپنے خیمہ سے باہر جھانکا اور پہرہ کی ڈیوٹی دینے والے احباب سے فرمایا کہ اب تم لوگ

باقی صفحہ نمبر ۲ پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ:-خطاب جلسہ سالانہ از صفحہ اول

حضرت کریم الدین صاحبؓ

ابن چودھری امیر بخش صاحب سکنہ سیالکوٹ

تعارف:- آپؓ قلعہ سوبھا سنگھ ضلع سیالکوٹ کے ایک سکول میں بطور نائب مدرس متعین تھے۔ بیعت سے قبل کئی مرتبہ خواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کی اور پھر گاؤں سے پیدل چل کر قادیان پہنچے اور زیارت و بیعت کی توفیق پائی۔

روایات:- ۱۸۹۶ء کے تقریباً نصف حصہ میں بذریعہ خواب بندہ کو ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت جبکہ حضورؑ او نٹنی پر سوار تھے' ہوئی۔ اور پھر بندہ کو حضورؑ کی زیارت بصورت اکیلے ہونے کے جبکہ ایک ایسے کھیت میں سے گزر رہے تھے جو کہ تازہ تازہ جوتا گیا تھا اور مٹی کے ابھی بڑے بڑے ڈھیلے تھے اور حضورؑ اس میں سے میری طرف کو آرہے تھے' ہوئی۔ اور حضورؑ نے بڑے تپاک اور محبت سے بندہ سے مصافحہ کیا اور بندہ اس حالت میں بہت خوش ہوا۔ خواب ہی میں اس سے پہلے ایک نقشبندی پیر سے میری ملاقات ہوئی۔ میں نے مصافحہ کیلئے ہاتھ بڑھایا اور اس پیر نے میرے ہاتھ کو پرے ہٹا کر کہا کہ چل بے دین۔ اس کے بعد حضورؑ سے ملاقات ہوئی اور حضور بڑے تپاک سے ملے۔ یہ سب عالم رؤیا کی باتیں ہیں۔

ایک خواب میں مَیں نے دیکھا کہ چوہدری نبی بخش صاحب حوالدار پولیس کو جو کہ حضور سے شرف بیعت حاصل کر چکے تھے، الہام ہوتا ہے۔ میں نے حضور کی کوئی کتاب نہیں پڑھی تھی اور نہ ہی مجھے اس وقت تحقیق کا مادہ تھا کیونکہ میں بچہ ہی تھا اور دینی تعلیم بھی میری کوئی نہیں تھی۔ صرف قرآن مجید ناظرہ بے ترجمہ پڑھا تھا اور اس وقت میری دنیوی تعلیم صرف نارمل پاس کی تھی اور میں قلعہ صوبا سنگھ میں نائب مدرس تھا۔

(حضورؒ نے اس موقعہ پر حاضرین جلسہ سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ کیا قلعہ صوبا سنگھ سے حضرت کریم الدین صاحبؓ کی اولاد میں سے کوئی اس وقت یہاں موجود ہے؟)

پہلی بار مَیں پیدل ہی قادیان پہونچا۔ جب میں یہاں آیا تو اِدھر اُدھر پھرتا رہا۔ ایک دن میں نے حکیم فضل دین صاحب بھیروی سے ذکر کیا کہ میں نے حضورؑ کی بیعت کرنی ہے تو حکیم صاحب نے فرمایا کہ میں نے سمجھا کہ یوں ہی لڑکا اِدھر اُدھر پھر رہا ہے۔ حکیم صاحب مرحوم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں میری بیعت کی خواہش کا ذکر کیا تو حضرت اقدسؑ نے منظور فرمایا اور اپنے ہاتھ میں میرا ہاتھ لیکر صرف مجھ اکیلے ہی کو شرفِ بیعت عطا فرمایا۔ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جیسا خوابوں میں دیکھا تھا آکر بعینہٖ ویسا ہی دیکھا کہ خداوند تعالےٰ کی خاص محبت عظمٰی ہے جو کہ مجھ پر ہوئی ورنہ معلوم نہیں میری کیا حالت ہوتی اور میرا نام اصحابِ بدر میں نمبر ۶۸ یا ۶۹ پر جو کہ ضمیمہ انجامِ آتھم میں فہرست دی گئی ہے، ہے۔

(رجسٹر روایات نمبر ۵، صفحہ ۳۸ تا ۴۰)

حضرت ڈاکٹر علم الدین صاحبؓ

ابن میاں قطب الدین صاحب سکنہ کڑیانوالہ ضلع گجرات

تعارف:- آپ اندازاً ۱۸۶۹ء میں پیدا ہوئے۔ ۱۸۹۷ء میں بیعت کی سعادت حاصل کی۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ اور حضرت مرزا ایوب بیگ صاحبؓ آپ کے دوست تھے۔ آپ اپنی بیعت کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ جب میں بیعت کرنے کے لئے قادیان گیا تو ہر طرف سے السلام علیکم، السلام علیکم کی آوازیں آرہی تھیں۔ میں نے حضرت صاحب کو دیکھ کر حضور کی خدمت میں بیعت کی درخواست کی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا، ابھی نہیں۔ جس دن واپسی تھی اس دن حضورؑ نے بیعت قبول فرمائی۔

۱۶/ جولائی ۱۹۷۲ء کو آپ کی وفات ہوئی۔

روایت:- "میری موجودگی میں سیالکوٹ کی طرف سے تین مولوی لمبی داڑھیوں والے آئے اور آکر حضور کی بڑی تعریف کی اور کہنے لگے کہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ آپ اسلام کے شیدائی ہیں۔ دن رات اسلام کی خدمت پر کمربستہ رہتے ہیں اور فی الواقع آپ اس زمانہ کے امام ہیں مگر یہ جو مسیح موعود ہونے کا دعویٰ آپ نے کیا ہے اگر آپ یہ چھوڑ دیں تو سارا زمانہ آپ کو امام ماننے کے لئے تیار ہے۔ حضور کو یہ سن کر بڑا جوش آگیا۔ حضور نے فرمایا کہ کیا تم لوگ سمجھتے ہو کہ میں نے یہ منصوبہ کیا ہے اور دن بھر میں اندر بیٹھ کر تصنع اور بناوٹ سے خدا تعالیٰ پر افتراء کرتا رہتا ہوں اور پھر باہر آکر سنا دیتا ہوں۔ کیا صداقت اور جھوٹ کا اجتماع بھی کبھی ہوا ہے کہ ایک طرف تو آپ کہتے ہیں کہ میں اسلام کا ایک بے نظیر خادم ہوں اور زمانہ کا امام کہلانے کا مستحق ہوں۔ دوسری طرف آپ کہتے ہیں کہ میں اس قدر گندہ ہوں کہ نعوذ باللہ خدا پر افترا کرتا رہتا ہوں یہ بھلا کیسے ہو سکتا ہے"۔ (رجسٹر روایات نمبر ۱۰۔ صفحہ ۴۱ تا ۴۴)

حضرت بابو غلام محمد صاحب ثانیؓ

ابن حضرت غلام محمد صاحب اوّلؓ سکنہ لاہور

تعارف:- آپ ۱۸۶۰ء میں پیدا ہوئے اور ۲۵/ اپریل ۱۹۴۶ء کو وفات پائی۔ آپ کا سنِ بیعت ۱۸۹۷ء ہے۔ اپنی بیعت کا واقعہ بیان کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ "مارچ ۱۸۹۷ء میں ہم لاہور کے کافی نوجوانوں نے جو سب تعلیم یافتہ تھے، جن کی تعداد یاد نہیں رہی، ارادہ کیا کہ حضرت مرزا صاحب کو قادیان جاکر دیکھنا چاہئے کیونکہ باہر تو انسان تصنع سے بھی بعض کام کر سکتا ہے۔ اگر اس کے گھر میں جاکر دیکھا جائے تو اصل حقیقت سامنے آجاتی ہے۔ ہم میں سے ہر شخص نے الگ الگ اعتراضات سوچ لئے تھے جو وہ کرنا چاہتا تھا۔ مولوی محمد علی صاحب، خواجہ کمال الدین صاحب، ڈاکٹر علامہ محمد اقبال صاحب، مولوی سعد الدین صاحب (ایڈووکیٹ) وغیرہ بھی اس قافلہ میں شامل تھے۔ جب قادیان پہنچے اور حضور علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو آپ نے آتے ہی ایک تقریر کے رنگ میں ہمارے ایک ایک اعتراض کو لے کر اس کا جواب دینا شروع کیا اور سب اعتراضات کے جواب دیدئے۔ چنانچہ مولوی محمد علی صاحب، چودھری سر شہاب الدین صاحب، ڈاکٹر سر علامہ محمد اقبال صاحب اور مولوی غلام محی الدین صاحب قصوری اور خاکسار نے بیعت کرلی۔ رات کھانے کے بعد جب چارپائیاں تقسیم ہوئیں تو میری چارپائی پر سر شہاب الدین صاحب نے قبضہ کرلیا۔ حضورؑ آئے تو مَیں نے بتایا۔ حضورؑ نے فرمایا کہ آپ ٹھہریں، مَیں آپ کے لئے اَور چارپائی لاتا ہوں۔ مگر جب کافی دیر گزر گئی اور چارپائی نہ آئی تو مَیں نے صحن کے دروازے سے اندر جھانک کر دیکھا تو ایک شخص جلدی جلدی چارپائی بُن رہا تھا اور حضور دِیا لے کر اسے روشنی کئے ہوئے تھے۔ حضور کی یہ حالت دیکھ کر مجھے شرم آئی اور مَیں آگے بڑھا اور عرض کی کہ حضور دِیا مجھے پکڑا دیں۔ مگر حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اب تو ایک ہی پھیرا باقی ہے۔ حضورؑ کا یہ اخلاق دیکھ کر مجھ پر اتنا اثر ہوا کہ میرے آنسو نکل آئے اس وقت میں حضور علیہ السلام

باقی صفحہ ۸ پر ملاحظہ فرمائیں

مورا چین گیا موری نیند گئی

ذیل میں ہم حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تحریر فرمودہ ایک نوٹ اور آپ کی ایک نظم ہدیہ قارئین کر رہے ہیں جو آپ نے ان دنوں کہی تھی جب آپ مغربی افریقہ میں تبلیغ اسلام کا فریضہ سرانجام دے رہے تھے۔ یہ نوٹ اور نظم اخبار الفضل قادیان دارالامان ۱۰/ نومبر ۱۹۲۱ء میں شائع ہوئے۔ ——— (مدیر)

لیگوس کی بے حد مصروفیت کے بعد سالٹ پانڈ میں ایک ہفتہ کا جزوی آرام ملنے سے خیالات میں تموج اور طبیعت میں کچھ روانی آگئی ہے۔ افریقہ کا صاف آسمان سر پر ایک گنبد نما خیمہ معلوم ہوتا ہے جس پر چمکتے ہوئے تارے بہت دلربا معلوم ہو رہے اور نہایت خوبصورتی سے زینت سقف کا کام دے رہے ہیں اور میرا بے قرار دل آج تاروں کو یاد کر کے باتیں کر رہا ہے اور بے اختیار میرے منہ سے برسوں پہلے کسی وقت نظر سے گزرا ہوا شعر جاری ہے ۔

تم بھی ہو تارے ہم بھی ہیں تارے
تم ہو سما کے ہم ہیں زمین کے

اس حالت وجد و سرور میں اور خیالات کے اس عالم میں ایک طرف سمندر آج بیحد شور مچا رہا ہے اور دوسری طرف ہوسا لڑکیاں و مرد پنجاب کے دیہاتیوں کی طرح آج صحرائی ڈھولوں اور نقاروں کو اس زور سے بجا رہے ہیں کہ الاماں! اور اس نقار خانہ کے شور کے ساتھ ان کا ناچنا چلانا مل کر نیند کو نہ صرف آنکھوں سے بلکہ احاطہ مکان سے دور پرے دھکیل رہا ہے۔ اس حالت میں اگر بے چین بے آرام کوئی چیز اس شور کے خاتمہ تک مصروف و خوش رکھنے کا موجب ہوئی تو ذیل کے چند اشعار ہیں جو "اکونہ" و "پورب کی رہائش" اپنے محبوب کے زمانہ کی یاد۔ "کرشن اوتار" و "کرشن لیلا" کی تصنیف کے اوقات کی طرف متوجہ کرتے اور اپنی تبلیغی مشکلات کو آنکھوں تلے لاتے ہیں۔

——— عبدالرحیم نیر

میرے سر میں جنوں ہے دل میں جلن ۔ مورا چین گیا موری نیند گئی
مجھے آتا ہے یاد وہ سیمیں بدن ۔ مورا چین گیا موری نیند گئی
ہائے وہ بھی تھے دن جب دیکھتے ہم ۔ وہ اپنا صنم وہ اپنا بلم
جب یاد وہ آیا مسیحِ زمن ۔ مورا چین گیا موری نیند گئی
تیری یاد میں آنکھوں سے اشک بہے ۔ ترے ہجر میں ہوش و حواس گئے
تری دید کی دل میں لگی جو لگن۔ مورا چین گیا موری نیند گئی
(خلیفہ اوّلؓ) ترے نور☆ سے ڈھارس من کو ملی ۔ ترے دین سے طاقت تن کو ملی
رہی تیری جدائی ہمیشہ کٹھن ۔ مورا چین گیا موری نیند گئی
(خلیفہ ثانیؓ) تیرے لختِ جگر کی صورت ہے ۔ محمود☆ کی موہن مورت ہے
(قادیان) ہے وہ بھی ہے دور، ہے دور وطن☆ ۔ مورا چین گیا موری نیند گئی
تیرے ہجر میں دیس بدیس پھری ۔ کھلے کیس بدل کے میں بھیس پھری
کئے وصل کی خاطر سارے جتن۔ مورا چین گیا موری نیند گئی
مرے مولا اکیلی میں بندی تری۔ مرے سامنے رَن میں ہے فوج پڑی
(دجال) میرا دشمن☆ بل پہ ہے اپنے مگن ۔ مورا چین گیا موری نیند گئی
میری بیاں پکڑ کے گلے سے لگا ۔ میرے سینے سے سینے کو اپنے ملا
ہائے جلتی ہے سینے میں برہا اگن۔ مورا چین گیا موری نیند گئی
تیرا نیر خستہ جگر ہے جہاں۔ اسے جنگ ہے برّ سے بحر سے واں
لیجو اس کی خبر تورے لاگی چرن ۔ مورا چین گیا موری نیند گئی

چاند پر تھوکنے کی ناکام کوشش

خسوف وکسوف کے نشان کے بارہ میں مولوی منظور چنیوٹی کے مغالطے

ایچ ۔ایم ۔طارق

ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے تیرہ سو سال قبل بطور پیشگوئی امام مہدی کی صداقت کے دو عظیم نشان یہ بیان فرمائے تھے کہ چاند اور سورج کو رمضان المبارک کی خاص تاریخوں میں گرہن ہوگا۔ یہ نشان پوری آب و تاب کے ساتھ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام مسیح موعود وامام مہدی کی سچائی کے گواہ بن کر رمضان ۱۳۱۱ھ (مطابق ۱۸۹۴ء) میں ظاہر ہوئے اور کئی بندگان خدا کی ہدایت کا موجب ہوئے۔

۱۹۹۴ء میں ان نشانات پر ایک صدی گزر جانے کے بعد جب اس مہدی موعود کی جماعت کی صداقت خوب کھل کر مخالفوں پر اتمام حجت کر رہی ہے اور اس جماعت میں ہر سال لاکھوں کی تعداد میں فوجوں کی صورت میں سعادت مند داخل ہو کر اس کی سچائی پر مہر تصدیق ثبت کر رہے ہیں ابھی بھی کچھ ایسے لوگ باقی ہیں جن پر اس نشان کی حقیقت نہیں کھلی اور وہ اس غیر معمولی اور حیرت انگیز نشان پر اعتراض کر کے بالفاظ دیگر چاند بلکہ سورج پر بھی تھوکنے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں۔ ایسی کوشش کا انجام صاف ظاہر ہے اور یہی کچھ مولوی منظور چنیوٹی صاحب (جواب ایم پی اے کے کہلوانے میں زیادہ فخر محسوس کرتے ہیں) اور ڈاکٹر علامہ خالد محمود صاحب "ریٹائرڈ" جامع مسجد وکٹوریہ پارک مانچسٹر (جو اپنے آپ کو ڈائریکٹر اسلامک اکیڈمی آف مانچسٹر ظاہر کرتے ہیں) کے ساتھ ہو رہا ہے ۔جنہوں نے بزعم خویش برطانیہ میں مقیم "قادیانیوں" کے چیلنج کا جواب دیتے ہوئے خسوف کسوف (چاند سورج گرہن) کے نشان کو رسول اللہ ﷺ کی بجائے امام محمد باقر کی پیشگوئی قرار دیا ہے۔ اور یہ دعویٰ کیا ہے کہ مرزا صاحب اس کے مصداق نہیں بن سکے۔

یہ رسالہ مولوی چنیوٹی صاحب کا تحریر کردہ ہے جس کا مقدمہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب نے لکھا ہے۔ دونوں نے ایک دوسرے کی خوب دل کھول کر ستائش کی ہے۔

مولوی چنیوٹی صاحب نے ڈاکٹر علامہ خالد محمود صاحب کی کاوش کو "ایک نہایت ہی علمی، تحقیقی، وقیع اور بڑا مدلل وجامع مقدمہ" قرار دیا ہے۔ جس میں اس پیشگوئی پر "ایک نئے علمی انداز" میں روشنی ڈالی گئی ہے جبکہ علامہ خالد محمود صاحب نے "سفیر ختم نبوت" چنیوٹی صاحب کو اس مفید رسالہ کی تصنیف پر "لائق تبریک" قرار دیا ہے۔

اس جگہ ان دونوں حضرات کی اس تحقیق کی وقعت ظاہر کرنا اور ان کی نام نہاد "علمیت" کا پول کھولنا مقصود ہے جس پر اتراتے ہوئے اور دجل اور فریب کو کام میں لاتے ہوئے یہ کتابچہ "خسوف وکسوف" انہوں نے تحریر کیا ہے۔ دیباچہ میں مولوی چنیوٹی صاحب نے چاند سورج گرہن کی رسول اللہ ﷺ کی پیشگوئی کو امام محمد باقر کا قول بنا کر پیش کر کے اس حدیث کی اہمیت کم کرنے اور دنیا کو دھوکہ دینے کی جسارت کی ہے جس کا جواب آئندہ سطور میں پیش کیا جائے گا۔

علمی وتحقیقی مقدمہ کی حقیقت

علامہ خالد محمود نے اپنے بے سرو پا مقدمہ میں بزعم خویش جو "علمی نکات" اٹھائے ہیں ان کی حیثیت محض عذرِ لنگ کے سوا کچھ نہیں۔ حقائق کے برخلاف ان کے متعصبانہ اور متضاد بیانات کا سارا مدعا یہ ہے کہ ان کا بس چلے تو "چاند سورج گرہن کے نشان" حضرت مرزا صاحب سے کسی طرح چھین کر دم لیں۔ مگر جیسا کہ انہوں نے خود اقرار کیا ہے کہ "خدائی نمائندوں کے بارہ میں پیشگوئیاں زمین پر ان کے آسمانی جلال کا نشان ہوتا ہے جس کا سامنا کرنے کی کسی میں ہمت نہیں ہوتی"۔ چنانچہ وہ واقعی اس کوشش میں بے دست وپا اور بے بس ہو کر رہ گئے ہیں کہ اس نشان کا جواب لا سکیں۔ باقی جہاں تک خدائی نمائندوں کے بارے میں پیشگوئیوں کا تعلق ہے منکرین کی طرف سے ان کو جھٹلایا جانا بھی ایک سنت مستمرہ ہے جیسے حضرت مسیح علیہ السلام کی آمد سے قبل ایلیا کے آسمان سے اترنے کی پیشگوئی بائبل میں موجود تھی اور حضرت مسیح کی وضاحت کے باوجود کہ حضرت یحییٰ وہ ایلیا ہیں یہود نے انکار کیا تھا۔ اسی طرح بائبل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھائیوں میں سے ان کی مانند نبی برپا کرنے کی پیشگوئی تھی نیز حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنے بعد احمد رسول اللہ کے آنے کی خبر دی تھی باوجودیکہ یہ پیشگوئیاں ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کے آسمانی جلال کا نشان تھیں مگر ان کا سامنا کرنے کی ہمت نہ ہونے کے باوجود یہود نے انکار اور تکذیب کی راہ اختیار کی تھی۔ سوچنے کی بات ہے کہ کہیں اس دور کے مسیح کے ساتھ امت مسلمہ بھی وہی کاروائی تو دہرا نہیں رہی جیسا کہ قرآن شریف میں اسے مثیل امت یہود ٹھہرا کر پہلے سے یہ اشارہ کر دیا گیا تھا۔

علامہ خالد محمود نے چاند سورج گرہن والی پیشگوئی کو ایک کمزور سند سے بیان شدہ پیشگوئی قرار دیا ہے۔ ان لکیر کے فقیر مُلّانوں کو کون سمجھائے کہ جس حدیث کی پیشگوئی پوری ہو چکی اب اسکی سند کمزور قرار دینے سے کیا حاصل؟ البتہ وہ عقلیں ضرور کمزور ہیں جو اسے سمجھنے سے قاصر ہیں ورنہ کسی حدیث کی پیشگوئی کا پورا ہو جانا اپنی ذات میں ایسی پختہ سند ہے جسے مزید کسی سند کی حاجت نہیں۔

عوامی پیرائے کے نشان

دوسرا سوال علامہ خالد محمود صاحب نے یہ اٹھایا ہے کہ آسمانی نشان عوامی پیرائے میں ہونے چاہئیں۔ یہ عجیب توارد ہے کہ ہمیشہ سے منکرین اور مکذبین کی طرف سے بھی یہی اعتراض خدائی نمائندوں پر ہوتا آیا ہے۔ چنانچہ کفار مکہ نے قرآن کے علمی معجزہ اور شق قمر جیسے نشان دیکھ کر بھی انکار کیا اور علامہ خالد محمود صاحب کی طرح "عوامی پیرائے کا نشان" یا "تماشا دکھانے کا تقاضا" کرتے ہوئے کبھی کوئی چشمہ جاری کرنے یا کھجور وانگور کا باغ پیدا کرنے کی خواہش کی۔ کبھی آسمان کا ٹکڑا ان پر گرانے یا خدا اور فرشتوں کو سامنے لے آنے کا مطالبہ کیا تو کبھی سونے کا گھر موجود ہونے یا آسمان پر چڑھ دکھانے کی پہیلی ڈالی مگر انہیں ایک ہی جواب دیا گا کہ (مجھ سے ممکن نہیں۔ کیونکہ) میں تو محض ایک بشر رسول ہوں (بنی اسرائیل :۹۱ تا ۹۴) یعنی میں اپنی مرضی سے نشان نہیں اتار سکتا۔ اور یہی اصول قرآن شریف نے دوسری جگہ بھی دہرایا ہے کہ نشانات تو اللہ کی طرف سے اس کی مرضی کے موافق اترا کرتے ہیں مگر جب وہ نشان آجاتے ہیں تو بھی منکر ایمان نہیں لایا کرتے۔ (انعام :۱۰)

اہل عرب اور چاند سورج گرہن

رسالہ زیر نظر میں ایک اور مسئلہ علامہ خالد محمود صاحب نے یہ اٹھایا ہے کہ چونکہ چاند سورج گرہن کی پیشگوئی کی مخاطب "امت امیہ" یعنی لکھنے پڑھنے سے عاری عرب قوم تھی جو علامہ صاحب کے خیال میں حساب کی رو سے چاند اور سورج گرہن کی تاریخیں نہ جانتی تھی اور اس زمانہ کے لوگ فلکی و جغرافیائی نظام اور علم ہیئت سے ناواقف تھے اس لئے ان کے نزدیک رمضان کی پہلی رات کا گرہن لگنے سے مراد یکم رمضان ہی ہو سکتی تھی نہ کہ گرہن کی تاریخوں تیرہ، چودہ اور پندرہ میں سے پہلی یعنی تیرہ تاریخ۔ علامہ صاحب کے نزدیک دین فطرت کا کوئی ایسا انداز نہیں ہوتا کہ اس تک صرف ایک خاص طبقہ کی ہی رسائی ہو اور عام لوگ اسے نہ جان سکیں۔

علامہ صاحب کا یہ سارا اصول ہی خود ساختہ ہے۔ یہ سوال اٹھاتے ہوئے شاید وہ بھول گئے ہیں کہ عرب کی اس اُمّی اور ان پڑھ قوم کو جو معجزہ دیا گیا وہ ان کے اس اصول کے برخلاف قرآن شریف کی فصاحت و بلاغت کا علمی معجزہ تھا حالانکہ علامہ صاحب کے اصول کے مطابق عرب کی ان پڑھ قوم کو "عوامی پیرائے" کا کوئی نشان دیا جانا چاہئے تھا جیسا کہ وہ جاہل قوم مطالبہ کر رہی تھی۔ جبکہ قرآن شریف نے اس علمی معجزہ کو "کتاب مکنون" قرار دیا ۔(الواقعہ:۷۸ تا ۸۰)۔ یعنی اپنے مضامین و معانی کے لحاظ سے عوام کی نظروں سے اوجھل، چھپی ہوئی اور پوشیدہ کتاب جس تک صرف "المُطَهَّرُون" یعنی پاک کئے گئے لوگوں کی رسائی ہو سکتی ہے۔

مزید برآں قرآنی اصول کے مطابق پیشگوئیاں کئی استعارات سے پرہوتی ہیں اور متشابہات کا رنگ رکھتی ہیں۔ غیر مطہر اور کج فہم لوگ ان کی تاویلیں کر کے فتنہ پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ مگر مطہر اور علم میں راسخ لوگ ان پیشگوئیوں کی حقیقت جان کر ان پر ایمان لاتے ہیں۔ اور یہ خدا کا فضل ہے وہ جسے چاہے عطا فرمادے۔

ڈاکٹر صاحب موصوف نے یہ کہہ کر کہ عربوں کو چاند سورج گرہن کی تاریخوں کا بھی علم نہ تھا، اپنے وضع کردہ قاعدے میں ایک اور زیادتی یہ کی کہ اپنی امیت اور جہالت "امت امیہ" کے سر تھوپ دی ہے۔ اگرچہ یہ سوال چنداں لائق پذیرائی نہیں لیکن چونکہ ایک نیا شوشہ ہے اس لئے اس کا ردّ ضروری ہے۔ دراصل یہ علامہ صاحب کی تاریخ بلکہ جغرافیہ سے بھی لاعلمی کی منہ بولتی مثال ہے۔ عرب لوگ بیشک لکھنا پڑھنا نہ جانتے تھے مگر دنیا کی تہذیب کے چھٹے ہزار سال پر ہوتے ہوئے وہ اتنے بھی بے خبر محض اور لاعلم نہ تھے کہ انہیں چاند سورج گرہن کی تاریخوں کا بھی پتہ نہ ہو۔ بالخصوص جبکہ ان کے مہ و سال چاند کی تاریخوں کے گرد گھومتے تھے اور جبکہ ان کے ماحول میں اہل بابل نے دو ہزار سال قبل مسیح میں چاند اور سورج کے مداروں کا تعین کر کے ان کے میل اور گرہنوں کا اندارج کیا اور سال کو بارہ قمری مہینوں میں تقسیم کر کے تقویم کو موسموں سے ہم آہنگ کرنے کے لئے تیرھواں مہینہ بڑھادیا۔ عربوں میں بھی یہود کے اثر سے یہی نظام جاری تھا۔

("عرب" ول ڈیورانٹ مترجم یاسر جواد صفحہ ۱۹۲، ۱۹۳۔ اکرم آرکیڈ ۲۹ ٹمپل روڈ لاہور)

اسی طرح پندرھویں صدی قبل مسیح میں عراق عرب میں عمالقہ کی ایک نہایت ترقی یافتہ سلطنت قائم تھی۔ سب سے پہلے انہی عمالقہ نے علم الفلک کی ایجاد کی تھی اور ستاروں اور آسمان کی حرکت کا پتہ لگایا تھا۔ پھر عرب میں یہود اور صابی قوم (ستارہ پرست) بھی آباد تھیں اور یہ دونوں قومیں علم النجوم اور ہیئت سے آشنا تھیں۔ اہل عرب نے ان صابیوں سے بھی علم نجوم حاصل کیا اور اس میں اس قدر ترقی کی کہ ان کو اس علم میں اہل عجم پر ترجیح دی گئی ہے۔ چنانچہ عربوں نے چاند (جس کی تاریخوں پر ان کا مدار تھا) کا اتنا گہرا مطالعہ کیا تھا کہ پہلی رات کے چاند سے لے کر مہینے کے ختم ہونے تک ہر تین راتوں کے لئے ان کے ہاں ایک الگ نام مقرر ہے جیسا کہ ایک عرب شاعر کہتا ہے ؎

ثُمَّ لَيَالِيَ الشَّهْرِ قِدْمًا عَرَّفُوْا
كُلُّ ثَلَاثٍ بِصِفَاتٍ تُعْرَفُ

یعنی عربوں نے مہینہ کی چاند راتوں کو قدیم زمانہ سے پہچان رکھا ہے اور ہر تین راتیں خاص صفات

کے ساتھ معروف ہیں۔ چنانچہ گرہن کی راتیں ۱۳، ۱۴، ۱۵ "لیالی البیض" (یعنی سفید اور روشن راتیں) کے نام سے معروف تھیں۔ تو چاند مہینہ کی آخری تین راتیں "المحاق" کہلاتی تھیں جیسا کہ شاعر کہتا ہے

ثُمَّ الْمُحَاقُ لِانْمِحَاقِ بَادِیْ

یعنی پھر آخری تین راتیں محاق کہلاتی ہیں کیونکہ یہ واضح ہے کہ ان راتوں میں چاند دکھائی نہیں دیتا۔

(بلوغ الارب جلد ۴ صفحہ ۲۷۹ ۔ تالیف محمود شکری الوسی ترجمہ ڈاکٹر پیر محمد حسن۔ مرکزی اردو بورڈ۔ ۳۶ جی گلبرگ لاہور)

اس لئے جب عربوں کو مخاطب کر کے چاند سورج گرہن کی پیشگوئی بیان کی گئی تو ان کے لئے یہ بات ہرگز ناقابل فہم نہیں تھی۔ چنانچہ اس امر کے تاریخی شواہد موجود ہیں کہ حضرت امام باقرؒ دوسری صدی ہجری میں جب یہ روایت بیان فرما رہے تھے تو مخاطبین کو علامہ خالد صاحب کے مفروضہ کے مطابق بالکل بھی یکم رمضان اور پندرہ رمضان کی تاریخوں کا گمان نہیں ہوا۔ بلکہ اس کے برعکس چاند سورج گرہن کی معروف تاریخوں کی طرف ہی دھیان گیا۔ چنانچہ شیعہ مسلک کے رئیس المحدثین علامہ یعقوب کلینی نے اپنی معتبر کتاب الجامع الکافی میں روایت کیا ہے کہ امام محمد باقر نے جب ان نشانوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ مہدی کے وقت سورج کو درمیان ماہ اور چاند کو آخر ماہ میں گرہن ہوگا تو مخاطبین میں سے ایک شخص نے فوراً سوال کیا کہ اے امام! کہیں اس کے برعکس تاریخیں تو نہیں۔ یعنی چاند کو درمیان ماہ اور سورج کو آخر ماہ میں (جو فی الواقعہ گرہن کی تاریخیں ہوتی ہیں)۔

(الفروع من الجامع الکافی کتاب الروضہ صفحہ ۱۰۰ مطبع نولکشور)

ان حقائق سے ثابت ہے کہ چاند سورج گرہن کی پیشگوئی ان تاریخوں میں ہی پوری ہونی مقدر تھی جن میں ازل سے گرہن لگتا آیا ہے۔ اور نہ صرف حضرت امام باقر کے زمانہ سے لے کر تیرھویں صدی ہجری تک کے اہل فہم و فراست مخاطبین یہی مفہوم مراد لیتے رہے بلکہ گرہن کی معروف تاریخوں میں یہ واقعہ ہوگا جیسے حافظ لکھو کے والے نے احوال الآخرۃ میں لکھا۔

تیرھویں چن ستیہویں سورج گرہن ہوسی اس سالے
اندر ماہ رمضانے لکھیا ہک روایت والے

اسی طرح حضرت نعمت اللہ شاہ ولی اور علامہ عبدالعزیز پرہاروی ملتانی نے بھی پہلی اور درمیانی تاریخ کا یہی مفہوم بیان کیا اور سب سے بڑھ کر یہ واقعاتی شہادت ہے کہ عین انہی تاریخوں میں نشان کسوف و خسوف ظہور میں آیا اور مقررہ تاریخوں میں رسول اللہ کی پیشگوئی نے پورا ہو کر خود اپنی حقیقت آشکار کر دی۔

اور یہ نشان نبی کریم ﷺ کی صداقت کا شاندار نشان بنا۔ اس جگہ علامہ خالد محمود صاحب کے اٹھائے گئے اس نئے شگوفے کی بیخ کنی ضروری سمجھی گئی ہے ورنہ بفرض محال پیشگوئی کی مخاطب "امت امیہ" کو اگر علم ہیئت سے واقفیت نہ بھی ہوتی تو بھی پیشگوئی کے ظہور کے وقت چونکہ خود بخود حقیقت کھل جایا کرتی ہے اس لئے بوقت پیشگوئی اس کا سمجھ میں نہ آنا کوئی مضر بات نہیں۔ جیسے رسول خدا ﷺ کو رؤیا میں اپنی ہجرت کی جگہ کھجوروں والی دکھائی گئی اور آپ اسے یمامہ سمجھتے رہے مگر ہجرت ہونے پر پتہ چلا کہ دراصل مدینہ مراد تھا۔

(بخاری کتاب المناقب)

پس پیشگوئی کے وقت اس کا مفہوم واضح ہونا نہ صرف ضروری نہیں بلکہ پیشگوئیوں میں اکثر استعارہ غالب ہونے کی وجہ سے ایسا ہی ہوا کرتا ہے۔ واقعہ حدیبیہ اس کی دوسری مثال ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے ایک رؤیا کی بنا پر یہ سمجھا کہ اس سال آپ عمرہ ادا کریں گے۔ مگر وہ پیشگوئی اس سال پوری نہ ہوئی بلکہ اگلے سال پوری ہوئی۔

علامہ خالد محمود صاحب نے یہ بھی نہیں سوچا کہ "امتِ امیہ" نے آئندہ ہمیشہ کے لئے اَن پڑھ نہیں رہنا تھا بلکہ جو رسول ان میں معلّم کتاب و حکمت بن کر آیا اس کا کام ہی ان کی امیت دور کرنا بھی تھا اور قرآن شریف نے جب گردش محوری (یٰسین : ۴۱)، چاند سورج گرہن کے ذکر (القیامۃ : ۹، ۱۰)، اور سیاروں کی منازل اور ماہ و سال کے حساب (یونس:۶) کے بارے میں تعلیم فرمادی تو امت کی امیت کم از کم چاند سورج گرہن کے بارے میں تو زائل ہو گئی اور پھر اس نشان نے تو آخری زمانہ میں پورا ہونا تھا جیسا کہ چودھویں صدی میں ظاہر ہوا۔ علوم کے پھیلاؤ کے اس زمانہ میں تو علم ہیئت اس قدر ترقی کر چکا ہے کہ آپ جیسا مولوی بھی تسلیم کر رہا ہے کہ چاند گرہن ۱۳، ۱۴، ۱۵ اور سورج گرہن ۲۷، ۲۸، ۲۹ کو ہی لگا کرتا ہے (فَلَا اِعْتِرَاض)

مولوی چنیوٹی صاحب اور علامہ خالد صاحب دونوں نے ایک اور حدیث بھی چاند سورج گرہن کے خلاف پیش کی ہے حالانکہ وہ بجائے خود اس نشان کی ایک تائیدی گواہ ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ رسول کریم ﷺ کے فرزند گرامی حضرت ابراہیم کی وفات پر جب سورج گرہن ہوا تو بعض لوگوں کے توہمات کی تردید کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ چاند اور سورج اللہ کے نشانوں میں سے دو نشان ہیں لیکن ان کو کسی کی موت یا زندگی کے باعث گرہن نہیں ہوتا۔

اب اس حدیث کے الفاظ کتنی صفائی سے چاند سورج گرہن کو دو نشان قرار دے کر ہمارے موقف کی تائید و تصدیق کرتے ہیں۔ کیونکہ قرآن و حدیث گواہ ہیں کہ آیات اور نشانات ہمیشہ خدائی نمائندوں کی سچائی کے لئے ہی ظاہر ہوا کرتے ہیں، کسی کی موت یا زندگی کا نشان نہیں ہوتے۔

اور حدیث کے ان الفاظ سے ڈاکٹر صاحب بھی حدیث کسوف و خسوف کے برخلاف کوئی استدلال نہیں کر سکے۔ چنانچہ انہوں نے بیباکی سے یہودی احبار کی طرح حدیث کے ترجمہ میں صریحاً تحریف کر ڈالی۔ حدیث کے الفاظ تھے "لَا یَنْخَسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ لَا لِحَیَاتِہٖ"۔ یعنی کسی کی موت یا حیات پر ان کو گرہن نہیں لگتا۔ مگر انہوں نے حیات کا یہ ترجمہ نامعلوم کس لغت سے کیا ہے کہ "نہ کسی کی آمد کا نشان ہیں"۔ یہ ترجمہ سراسر ایک علمی خیانت اور واضح بددیانتی ہے جسے ایک معمولی عربی جاننے والا بھی سمجھ سکتا ہے (اور اس کے لئے پی۔ ایچ۔ ڈی ہونا بھی شرط نہیں)۔

ڈاکٹر خالد محمود صاحب نے خود یہ تسلیم کیا ہے کہ جب تک دنیا ہے نظام فلکی سے ٹکراؤ ممکن نہیں۔ پھر عالم ہو کر مرزا صاحب کی مخالفت میں یکم اور پندرہ تاریخ کو چاند سورج گرہن کا ایک متضاد اور جاہلانہ تصور پیش کر کے خود اپنے "گرگٹ" ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ یہ تصور نہ صرف عقل اور سائنس اور سنت الٰہی کے قواعد و ضوابط کے برخلاف ہے بلکہ قرآن شریف کے بیان کے بھی مخالف ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لَا الشَّمْسُ یَنْبَغِی لَھَا اَنْ تُدْرِکَ الْقَمَرَ وَلَا الَّیْلُ سَابِقُ النَّھَارِ کُلٌّ فِی فَلَکٍ یَّسْبَحُوْنَ (یٰسین : ۴۱)

کہ سورج کبھی چاند کو پکڑ نہیں سکے گا، نہ رات دن سے بڑھ سکے گی بلکہ یہ سب سیارے اپنے مدار میں تیر رہے ہیں اور تیرتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّۃِ اللّٰہِ تَبْدِیْلًا (فاطر: ۴۴)۔ پس چاند کی پہلی رات کو گرہن لگنے کا مطلب سنّتِ مستمرہ اور قانون قدرت میں تبدیلی ہے۔ اس قانون اور سیاروں کی گردش محوری کے ٹوٹ جانے کا دوسرا نام قیامت اور اس عالم کی ہلاکت و بربادی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ حدیث میں ہرگز یہ نشان بیان نہیں ہو رہا کہ مہدی کے آنے پر اتمام حجت سے بھی پہلے دنیا کی صف لپیٹ دی جائے گی۔

چاند سورج گرہن کے خارق عادت ہونے سے مراد

اب سوال یہ رہ جاتا ہے کہ اگر چاند سورج گرہن کا نشان قانون قدرت کے مطابق مقررہ تاریخوں میں ہی ظاہر ہونا تھا تو پھر اس ارشاد کا کیا مطلب ہے کہ "لم تکونا منذ خلق الله السمٰوٰت والارض" یعنی جب سے اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو پیدا کیا کبھی اس طرح یہ نشان ظاہر نہیں ہوئے۔ تو یاد رکھنا چاہئے کہ ان الفاظ میں اس عظیم نشان کی یکتائی اور ایسی انفرادیت بیان کرنا مقصود ہے جو قانون قدرت کے اندر رہ کر حاصل ہو۔ اور وہ یہ کہ کبھی اس سے پہلے کسی ایسے مدعی مہدویت کے حق میں یہ نشان اپنی مخصوص تاریخوں میں رمضان میں ظاہر نہیں ہوا ہوگا، جسے اُس مدعی نے بطور ثبوت اپنے حق میں پیش کیا ہو۔

ڈاکٹر خالد محمود صاحب نے اپنے مقدمہ اور مولوی چنیوٹی صاحب نے اپنے رسالہ کسوف و خسوف کے پیش لفظ کو انتہائی بغض و عداوت سے بے سروپا لغو اعتراضات کا ملغوبہ بنا دیا ہے۔ خودکاشتہ پودا، حضرت مرزا صاحب کے مختلف دعاوی اور چودھویں صدی میں ظہور مسیح نیز مسیح و مہدی کی جدا شخصیتیں ۔ ان تمام اعتراضات کے جوابات جماعت احمدیہ کی طرف سے شائع ہونے والے جوابی لٹریچر میں بار بار دئے جا چکے ہیں ۔ اس جگہ خسوف و کسوف کے بارے میں اعتراضات کا جواب مقصود ہے اس لئے یہاں یہی مضمون مقدم رکھا جائے گا۔

چودھویں صدی اور امام مہدیؑ

البتہ اسی حدیث کسوف و خسوف کے ہمہ جہتی عظیم نشان کے حوالے سے ضمناً چودھویں صدی میں مسیح و مہدی کے ظہور کا ثبوت پیش کر کے چنیوٹی صاحب کو گھر تک پہنچانے کے لئے ان کا ایک اور چیلنج بھی جھوٹا ثابت کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے اور وہ یہ کہ چاند سورج گرہن کو مہدی کا نشان قرار دیا گیا تھا اور یہ نشان حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ کے بعد ٹھیک چودھویں صدی کے سر پر رمضان ۱۳۱۱ھ میں ظاہر ہوا۔ غور کرو کہ اس نشان کا پہلی تیرہ صدیوں میں کسی مدعی کا اپنے حق میں پیش نہ کرنا اور چودھویں صدی کے سر پر اس وقت اس نشان کا پورا ہونا جب ایک دعویدار مسیح و مہدی موجود ہے اس امر کا کافی و شافی ثبوت ہے کہ مسیح و مہدی کی صدی چودھویں صدی کے سوا کوئی نہیں۔ یہی وہ امر جسے خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت بھی سچا ثابت کر رہی ہے۔

مولوی چنیوٹی صاحب نے کِذب بیانی کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کی طرف یہ بات منسوب کی ہے کہ جماعت چودھویں صدی کو آخری صدی قرار دیتی ہے اور پھر خود ہی اس پر بغلیں بجاتے ہیں کہ پندرھویں صدی شروع ہو گئی لہذا احمدی جھوٹے!۔

اگر مولوی صاحب بانیٔ جماعت احمدیہ یا ان کے خلفاء میں سے کسی ایک کا حوالہ بھی چودھویں صدی کے آخری ہونے کے متعلق ثابت کر دیں تو منہ مانگا انعام پائیں ورنہ ان سے گزارش ہے کہ ایسے بے دریغ جھوٹے الزام لگانے میں حیا سے کام لیا کریں کہ آپ کے نام کے ساتھ ایم پی اے کے علاوہ مولوی کا لفظ بھی تو لگا ہے۔ اصل سوال یہ ہے کہ جب مولوی صاحب نے چودھویں صدی کے مجدد کو مانا ہی نہیں تو پھر وہ کس ڈھٹائی سے پوچھتے ہیں کہ پندرھویں صدی کا مجدد کون؟۔

ہمارے نزدیک تو جب چودھویں صدی کا مجدد مسیح موعود و مہدیٔ موعود ثابت ہو گیا اور اس کے ذریعہ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا سلسلہ بھی قائم ہو گیا تو جب تک یہ خلافت قائم رہے گی مجددیت کا سلسلہ اسی میں مدغم رہے گا اور ہر صدی کے سر پر موجود جماعت احمدیہ کا خلیفہ اپنے دینی و روحانی کارناموں کے لحاظ سے مجدد وقت بھی ہوگا۔ جیسے خلفاء راشدین مجدد وقت بھی تھے اور ان کی موجودگی میں کسی اور مجدد کی ضرورت نہ تھی۔

چنیوٹی صاحب کے پیش لفظ کے بارے میں ان چند وضاحتوں کے بعد اب ہم ان کی بے سروپا مغالطہ آرائیوں کا قلع قمع کرنا چاہتے ہیں۔

(باقی اگلے شمارہ میں انشاء الله)

خطبہ جمعہ

میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ آج دنیا میں شاید ہی کوئی اور انسان ہو جس کو خدا تعالیٰ کی ہستی کا اپنے تجربہ سے اتنا کامل یقین ہو جتنا مجھے ہے

میں تو آپ سب کے بارہ میں ہمیشہ پریشان رہتا ہوں۔ بیماری کی حالت میں بھی سب کے لئے دعائیں کرتا ہوں

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔
فرمودہ بتاریخ ۱۰ر ستمبر ۱۹۹۹ء بمطابق ۱۰ر تبوک ۱۳۷۸ھ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله۔
أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔ بسم الله الرحمٰن الرحيم ۔
الحمدلله رب العٰلمين ۔ الرحمٰن الرحيم ۔ مٰلك يوم الدين ۔ إياك نعبد و إياك نستعين ۔
اهدنا الصراط المستقيم ۔ صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين۔

گزشتہ کچھ عرصہ سے میں مسجد میں نماز پڑھانے کے لئے حاضر نہیں ہو سکا اس کی وجہ کچھ بیماریاں تھیں، ذہنی طور پر پریشانیاں تھیں جن کی وجہ سے دماغ میں ذرا وضاحت کے ساتھ بات کو بیان کرنا مشکل تھا۔ بہر حال ان پریشانیوں کی ایک بڑی وجہ تو گزشتہ سال کے جلسہ کی عظیم الشان کامیابی اور خدا کا بہت بڑا احسان تھا جس میں اس نے ہماری ایک خواہش کو پورا کر دیا کہ ہم ایک کروڑ ہو گئے۔ اس کے بعد کچھ تو ملاقاتوں کی وجہ سے ذہن کو پریشانی رہی کیونکہ اکیس ہزار مرد اور عورتیں سارے ملنے کے لئے آنا چاہتے تھے اور شاید دوستوں کو معلوم نہیں کہ جلسے سے بہت بڑھ کر، ساری تقاریر سے بڑھ کر ملاقاتوں کا بوجھ ہوتا ہے۔ اس میں اچھی خبریں سنانے والے بھی تھے اور بری خبریں سنانے والے بھی تھے۔ نہایت تکلیف دہ حالات بتانے والے بھی ہوتے تھے۔ ایسی عورتیں بھی تھیں جن کی زندگی غموں اور فکروں سے پاگل ہوئی ہوئی ہے۔ وہ سارے بوجھ وہ میرے ذہن پر خود بخود لادتے رہے اور بے انتہا پریشانی تھی۔

پھر اس کے علاوہ ان کے جانے کا وقت اور پھر اصرار کہ پھر دوبارہ ملیں گے، پھر ساتھ کھڑے ہو کر تصویریں کھنچوانا۔ اکیس ہزار آدمیوں سے اگر آپ مل کر دیکھیں تو میرا خیال ہے کہ عام انسان کا دماغ بھی کسی حد تک پھٹنا ضرور جائے گا۔ اور ہر ایک شخص اپنے مسئلے کو میرا مسئلہ ہی سمجھتا ہے۔ اور یہ درست ہے کہ میرا مسئلہ اس کا مسئلہ، اس کا مسئلہ میرا مسئلہ۔ اور بعض دفعہ بعض ایسی راز کی باتیں بھی بیان کر دیتے ہیں جن کا بیان کرنا نہ عورت کے لئے مرد کے خلاف مناسب ہے، نہ مرد کے لئے عورت کے خلاف مناسب ہے اور یہ عادت بڑی خطرناک اعصاب شکن ثابت ہوتی ہے۔ تو یہ سارے بوجھ اکٹھے اور پھر اچانک خلا آیا۔ جلسے کے اتنے کاموں کے بعد جیسے اچانک وقت کا ایک خلا آ گیا اور اس کے نتیجے میں ذہن اس قسم کی سوچوں میں مبتلا ہو گیا، ایک چکر سا چل پڑا جس کے پیش نظر میں نے سمجھا کہ اب مناسب نہیں ہے کہ اس ذہنی کیفیت کے ساتھ جب دماغ باتوں میں الجھا ہوا ہو تو اس وقت میں نماز پڑھا سکوں۔ یہ مختصر بیماری کی تفصیل ہے۔

لیکن آج جمعۃ المبارک دسواں جمعۃ المبارک ہے جس کو ہم Friday the 10th کہتے ہیں اس لئے میری دعا تھی اللہ سے کہ آج Friday the 10th کو میں جماعت کو مایوس نہ کروں اور یہ Friday the 10th میری آئندہ صحت کا آغاز بن جائے۔ اسی پہلو سے میں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ آپ کے سامنے حاضر ہو گیا ہوں تاکہ آپ اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ لیں کہ میں بالکل نارمل ہوں، میرے ہوش و حواس درست ہیں، میرے تمام قویٰ درست ہیں اور ہر بات جو کہہ رہا ہوں بڑے یقین کے ساتھ اور پورے اعتماد سے کہہ رہا ہوں۔ اس بیماری کے مختصر تعارف کے ساتھ میں آپ کو ایک نصیحت کرنا چاہتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ۔ اس پہ جتنے بھی لوگ اپنے نفس پر غور کر کے دیکھیں گے انہیں غور کرتے وقت اندر سے کچھ نہ کچھ گناہ نظر آ جائیں گے اور ان گناہوں کو استغفار سے ڈھانپنا چاہئے۔ ان گناہوں کو اچھالنا نہیں چاہئے۔ خدا کے حضور عرض کرنا تو الگ بات ہے مگر اگر اچھال اچھال کر پیش کریں گے تو یہ بھی ایک بیماری کا پیش خیمہ بن سکتا ہے۔ استغفار کریں، اپنے گناہوں اور کمزوریوں کو چھپائیں اور توکل رکھیں کہ اللہ تعالیٰ چاہے تو سب کچھ بخش سکتا ہے۔ نہ چاہے تو وہ مالک ہے کچھ بھی نہیں بخشے گا۔ لیکن اس کی بخشش کی کوئی اتھاہ نہیں ہے، کوئی کنارہ نہیں ہے، کوئی وسعت اس کی بخشش کو محیط نہیں کر سکتی۔

اس لئے جس کامل رسول نے خدا تعالیٰ کے متعلق یہ کامل یقین دیا ہے اس نے زندگی گو رہنے کے قابل بنا دیا ورنہ ہر شخص موت کے وقت جب اپنی پرانی باتوں کو سوچے اور گناہوں کو سوچے تو اس کو نجات کا کوئی رستہ نظر نہ آتا۔ صرف ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے بڑے سے بڑے گناہگاروں کے لئے بھی مغفرت کے رستے کھولے ہیں اور بڑے سے بڑے نیکوکاروں کے لئے بھی تنبیہ کی ہے کہ تم بھی جہنم میں جا سکتے ہو۔ نیکوکاروں کو اگر اپنی نیکی کا بہت ہی اعتماد ہو یا غرور ہو تو بسا اوقات وہ نیکی کرتے چلے جاتے ہیں یہاں تک کہ بظاہر جنت کے قریب ہو جاتے ہیں مگر پھر کوئی ایسا اندرونی نقص سامنے آ جاتا ہے کہ وہ جنت کے دروازے پہ گویا قفل لگا دیتے ہیں۔ پھر وہ پیچھے ہٹنے لگ جاتے ہیں۔ بسا اوقات لوگ عمر بھر کی بدیاں کرتے ہیں یہاں تک کہ جہنم کے قریب پہنچ جاتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ ان کے دل کی کسی نیکی کو قبول کرتے ہوئے انہیں جہنم سے دور کرنا شروع کر دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی مغفرت کی راہیں لامتناہی ہیں یہاں تک کہ ایک کنجنی کے متعلق بھی فرمایا ساری زندگی کنجنی رہی اور ایک پیاسے کتے کو کنویں کے کنارے پر دیکھا تو اپنا بوٹ اتار کر دوپٹے سے بوٹ باندھا اس میں سے پانی نکال کر اسے پانی پلایا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو بھی بخش دیا۔ اب یہ خدا تعالیٰ کی شان ہے۔ وہ نکتہ نواز ہے۔ دل میں نیکی کا نکتہ ضرور قائم رکھنا چاہئے اور ایسے بخشش کے معاملات میں اکثر میں نے دیکھا ہے کہ جو بنی نوع انسان کے حقوق ادا کرنے میں مستعد ہو

اور دیانتداری سے خدمت کرتا ہو، تیامی کی، غریبوں کی بسا اوقات ان کی بخشش کے رستے زیادہ نکلتے ہیں۔

یہ نصیحت آپ بھی بڑی اچھی طرح پلے باندھ لیں۔ اپنے نفس کی نیکی پر تکبر نہ کریں اور نیک ہوں بھی تو بعید نہیں کہ اندر کوئی بدی کا کیڑا جو تکبر کے رنگ میں پایا جاتا ہے وہ بڑھ کر پھیل جائے۔ تو اللہ سے معاملہ سادہ رکھیں۔ اور میں تو یہ دعا کرتا ہوں کہ کاش مجھے ایمان العجائز عطا ہوا ہوتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایمان العجائز کے متعلق فرمایا ہے کہ ایسا ایمان جس میں بڑی بڑی بوڑھی شریف عورتیں، مرد بوڑھے کمزور سادہ ان کو مسائل کا کچھ بھی پتہ نہیں مگر ایمان ہے کہ وہ میخ کی طرح دل میں گڑا ہوا ہوتا ہے، ایک ذرہ بھی شک نہیں ہوتا۔ ساری زندگی وہ کسی ابتلا میں نہیں ڈالے جاتے۔ میرے نزدیک تو وہ سب سے خوش نصیب گروہ ہے جب بھی مرتا ہے ہدایت پہ مرتا ہے۔

دوسرے نیک لوگوں میں جو تفکرات کرنے والے ہیں ان کو یہ پریشانی بعض دفعہ لاحق ہو جاتی ہے اور بعض لوگ خدا تعالیٰ کی ہستی کے ازل اور ابد کے چکر میں پڑ جاتے ہیں کہ کیا ہے اور کیسے ممکن ہے۔ مجھ سے بھی ایک سوال جواب کی مجلس میں کسی نے سوال کیا تھا۔ وہ بچہ تھا میں نے اس کو سمجھایا کہ توبہ کرو۔ کیونکہ خدا ہے یہ تو ایک قطعی بات ہے جس طرح یہ ساری کائنات ہے۔ میں اور تم ہم کوئی قطعی نہیں ہم بھی یونہی لغو ہو سکتے ہیں۔ یہ قطعیت ہے کہ خدا ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ اس بات کو کوئی ٹال سکے، اللہ تعالیٰ یقینی ہے۔ اتنا کامل یقین خدا تعالیٰ کی ہستی کا میرے دل میں ہے کہ میں خدا کی قسم کھا کر آپ کو کہتا ہوں کہ آج دنیا میں شاید ہی کوئی اور انسان ہو جس کو خدا تعالیٰ کی ہستی کا اپنے تجربے سے اتنا کامل یقین ہو جتنا مجھے ہے اور اس میں کوئی مبالغہ نہیں، کوئی تکبر نہیں، لازماً یہ بات سو فیصد درست ہے۔ پس اس کے باوجود اگر میں یہ سوچنے لگوں ازل اور ابد تو میرا دماغ بھنا جائے گا اور چونکہ اپنی بعض تحریرات میں اور سوال وجواب میں یہ مضمون چھیڑنا پڑتا ہے اس لئے یہ بھی ایک ذہنی پریشانی کا موجب بن جاتا ہے۔

جتنے بھی مجھ سے سوال جواب کے موقع پر دہریہ ملتے ہیں جب بھی وہ ازل اور ابد کا سوال اٹھاتے ہیں میں ان کو سائنسی جواب تو دیتا ہوں مگر یہ بتانا ضروری ہے کہ اگر وہ اس جواب کے چکر میں پھنس گئے تو اس سے ان کے ایمان کو ایک دھچکا لگے گا اور واقعہ یہ ہو گا کہ خدا ہے۔ تبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایمان تک تو رہو مگر اس کی ہستی کی کنہہ نہ تلاش کرو۔ بالکل کوشش نہ کرو کہ اس کی ہستی کو سمجھ سکو۔ اس میں عیسائیوں کی طرح کی Mystery نہیں ہے کہ جس میں تضاد پایا جاتا ہے لیکن وہ ذات جس جیسا کوئی ہے ہی نہیں لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ اس ذات کو مثالوں سے سمجھنا یہ بڑا مشکل کام ہے۔ ہماری جتنی بھی مثالیں ہیں وہ انسانی سوچ کی مثالیں ہیں اور جو کسی مثال پر پورا ہی نہیں اترتا، اس کی مثال ہی الگ ہے۔ وہ اپنی مخلوق سے کسی پہلو سے بھی برابر نہیں ہو سکتا اس کے لئے مخلوق کا سمجھنا اتنا مشکل ہے اس سے بھی زیادہ مشکل ہے جتنا ایک کیڑا انسان کو سمجھنے کی کوشش کرے اور انسان نے جو ترقی کر لی ہے دنیا میں اس ساری ترقی کو سمجھنے کی کوشش کرے۔ یہ اگر سوچے کہ ایک انسان کتنی تیز رفتار سے کہاں تک پہنچتا ہے، راکٹ کیسے بنائے ہیں کچھ پتہ نہیں چلے گا۔ صرف اتنا پتہ ہے کہ اس کے کُنْ میں ساری زندگی ہے۔ اس کے کُنْ سے فَیَکُوْن ہوتا ہے اور عالم وجود اس سے ہے اور وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ سے یہ اس کی فطرت، جذبہ کہ کائنات پھوٹتی رہے یہ دائمی ہے اس لئے اس کا ایک کنارہ آپ چھو نہیں سکتے کیونکہ دائمی صفت سے وہ جلوہ ظاہر ہوتا چلا جا رہا ہے اور دائمی آئندہ بھی اسی طرح ظاہر ہوتا رہے گا۔

یہ نصیحت میں نے اپنی طرف سے محتاط الفاظ میں کی ہے کیونکہ یہ بیماری اکثر دانشوروں کو لگتی ہے اور جماعت میں بھی دانشور ہیں۔ میں ان کو اتنا نصیحت کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے معاملے میں کامل یقین رکھیں اور یہ ایک ایسا یقین ہے جس میں ایک ادنیٰ بھی شک نہیں، میں کتنی دفعہ سمجھاؤں، کس دف سے منادی کروں کہ ہمارا ایک خدا ہے۔ یہ کائنات ناممکن ہے اس کے بغیر۔ پکڑتا بھی ہے اور معاف بھی کرتا ہے۔

تو یہ آج جمعۃ المبارک فرائیڈے دی ٹینتھ ہے اس کے لئے یہ میں نے مختصر خطبے کا مضمون چنا ہے۔ اللہ آپ سب کا حامی و ناصر ہو۔ میں تو آپ سب کے بارے میں ہمیشہ پریشان رہتا ہوں۔ بیماری کی حالت میں بھی سب کے لئے دعائیں کرتا ہوں۔ جس حد تک ممکن ہے یتیموں، غریبوں، بیواؤں، مسکینوں کی مدد کے لئے انتظام کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ کیونکہ سب پیسہ جماعت ہی کا ہے لیکن وہ پیسہ جو جماعت مجھے دے دیتی ہے ذاتی طور پر وہ بھی اب تمام کا تمام میں غرباء کی خدمت میں ہی لگا دیتا ہوں تاکہ شاید اسی طرح میری بخشش کا سامان ہو۔ آپ بھی میرے لئے یہی دعا کیا کریں۔ اللہ حافظ و ناصر ہو۔

خطبہ ثانیہ کے بعد اقامۃ نماز سے قبل حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آج میں نے امام صاحب کو مقرر کیا ہوا ہے کہ وہ نماز جمعہ مختصر پڑھا دیں کیونکہ یہ خطبہ جو دیا ہے اس کا بھی ذہن پہ بوجھ ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت بھی تھی اور ان آخری دنوں میں مجھے لطف آ رہا ہے کہ وہ سنت پوری کرنے کی بھی توفیق مل رہی ہے کہ آپ کے لئے امام اور ہوتا تھا۔ بعض دفعہ خطبہ آپ دیتے تھے امام دوسرا امامت کراتا تھا تو آج اس سنت کا آغاز بھی کرتے ہیں اور امام صاحب انشاء اللہ اب نماز جمعہ پڑھائیں گے۔ تشریف لائیں۔

(چنانچہ حضور ایدہ اللہ کے ارشاد پر مکرم عطاء المجیب صاحب راشد نے محراب کے اندر حضور ایدہ اللہ کے بائیں طرف کھڑے ہو کر نماز جمعہ پڑھائی)

❁❁❁۞۞❁❁❁

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اول

جا سکتے ہو اب خدا نے خود میری ذمہ داری لی ہے۔ یہ بھی حضور ﷺ کے توکل کی ایک انتہائی شان ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے اس واقعہ کا بھی ذکر فرمایا جب ایک غزوہ کے موقعہ پر سفر کے دوران حضور اکرمؐ ایک درخت کے سایہ تلے آرام فرما رہے تھے تو ایک دشمن نے آپ پر تلوار سونتی اور کہا کہ آپ کو میرے ہاتھ سے کون بچا سکتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا، اللہ!۔ اس پر اس شخص پر لرزہ طاری ہو گیا اور تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی۔ حضور اکرمؐ نے وہ تلوار اٹھالی اور اسے کہا کہ کیا تو گواہی دیتا ہے کہ اللہ ایک ہے اور میں اس کا رسول ہوں۔ تو اس نے کہا 'نہیں'۔ لیکن میں وعدہ کرتا ہوں کہ آپ سے کبھی لڑائی نہیں کروں گا۔ اس پر حضور اکرمؐ نے اسے معاف فرما دیا۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس حدیث میں ایک گہرا سبق یہ بھی ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے نہیں پھیلا۔ آنحضرت ﷺ نے صرف اس کے یہ کہنے پر کہ میں آپ سے لڑائی نہیں کروں گا اسے چھوڑ دیا۔

حضور ایدہ اللہ نے احباب کو فرمایا کہ آج کل خصوصیت سے جماعت کو پاکستان کے حالات کے پیش نظر اس دعا پر بہت زور دینا چاہئے کہ اے ہمارے رب تجھ پر ہی ہمارا توکل ہے۔ ایسے شخص کو ہم پر مسلط نہ فرما جو بندوں پر رحم نہ کرتا ہو۔

حضور ایدہ اللہ نے "یقین" کے موضوع پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بعض ارشادات پڑھ کر سنائے جن میں یقین کے تین مراتب کا ذکر ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ دنیا میں سچا مذہب وہی ہے جو بذریعہ زندہ نشانوں کے یقین کی راہ دکھلاتا ہے۔ اسی طرح آپ کا ارشاد ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے وہ سخت مشکلات اور مصائب میں بھی اندر ہی اندر اطمینان اور راحت پاتا ہے۔

Earlsfield Properties

Landlords & landladies

Guaranteed rent

your properties are urgently required

Tel: 0181-265-6000

بعد از خدا بعشق محمدؐ مخمّرم گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

اللہ اور اس کے رسول مقبول حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ و سلم کی

محبت میں سرشار معصوم احمدیوں پر

توہین رسالت کے سراسر جھوٹے اور ناپاک الزام میں عائد

بعض مقدمات کی تفصیل

(رشید احمد چوھدری۔ پریس سیکرٹری)

(گیارھویں قسط)

کلمہ طیّبہ لکھنے کی بنا پر توہین رسالت کا مقدمہ

چک نمبر ۲۰ گگھ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ کے چار احمدی احباب کے خلاف مقامی مسجد احمدیہ پر کلمہ طیبہ لکھنے کی بنا پر ایک مقدمہ نمبر ۱۳۰ مورخہ ۱۲؍اکتوبر ۱۹۹۸ء کو زیر دفعہ 295/C تھانہ شورکوٹ کینٹ درج کیا گیا۔ یہ مقدمہ ایک مخالف مولوی حافظ دوست محمد ولد خدا بخش سکنہ دربار شہال دین کی تحریری درخواست پر قائم کیا گیا جو اس نے انچارج تھانہ شورکوٹ کینٹ کو دی۔ اس میں لکھا کہ:

"میں حافظ دوست محمد ولد خدا بخش ساکن دربار شہال دین سائل بنام حق نواز ولد محمد صدیق، محمد صدیق، ظفر ولد محمد رمضان اور نذیر ولد نامعلوم ساکنان چک نمبر ۲۰ گگھ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ ملزمان درخواست بمراد قائمی مقدمہ جنابعالی سائل عرض کرتا ہے کہ مورخہ ۳۰؍جولائی ۱۹۹۸ء کو بوقت ساڑھے پانچ بجے شام اپنی رہائش گاہ واقع شہال دین سے بستی چنگرانوالی چک نمبر ۲۰ گگھ اپنے استاد جناب احمد شفیع خطیب جامعہ مسجد غوثیہ چک نمبر ۲۰ گگھ سے ملنے آ رہا تھا۔ اسی اثناء میں راہ میں مجھے علی شیر ولد شیر احمد سکنہ ککی نو ملا جس کے ہمراہ میں مقام مذکور تک پہنچا۔ استاد موجود نہ تھے۔ مسمی مذکور کے ساتھ غوثیہ مسجد میں نماز عصر ادا کی۔ بعد فراغت نماز مسجد سے باہر دیکھا تو مسمیان ملزمان حق نواز محمد صدیق، ظفر اور نذیر جو کہ قادیانی ہیں اور جن کی عبادتگاہ مسجد غوثیہ کے بالمقابل ہے اپنی عبادتگاہ میں کھڑے ہیں۔ ملزم حق نواز کلمہ لکھنے میں بذریعہ برش مصروف تھا جبکہ ملزم محمد صدیق سیاہی تھامے ہوئے تھا اور ملزمان ظفر اور نذیر ملزم حق نواز کو ہدایت دے رہے تھے۔ ان کی عبادتگاہ پر کلمہ ابھی تک تحریر ہے جس کو محفوظ کیا جاوے۔

مسجد کا محراب بھی ہے اور وہ مسلمانوں کو شرارتاً السلام علیکم بھی کہتے ہیں اور مسلمانوں کو قادیانی مذہب قبول کرنے کی دعوت بھی دیتے ہیں۔ قادیانی لٹریچر بھی تقسیم کرتے ہیں۔ بوقت تحریر کلمہ طیبہ مسمی محمد اکرم ولد سلیمان سکنہ چک نمبر ۲۰ گگھ جو ادھر سے گزر رہا تھا وہاں آ کر رکا جس کے ہمراہ سائل اور مسمی علی شیر ملزمان کے پاس گئے اور انہیں کہا کہ وہ اپنی عبادتگاہ پر کلمہ طیبہ نہ لکھیں کیونکہ وہ قادیانی ہیں۔ اس طرح سائل اور سائل کے ہمراہ لوگوں نیز عوام الناس مسلمانوں کی دلآزاری ہوتی ہے اور مذہبی جذبات مجروح ہو رہے ہیں لیکن ملزمان بیک زبان کہنے لگے کہ پہلے کلمہ طیبہ بحروف عربی مدھم تھا اور اب وہ جان بوجھ کر اسے نمایاں تحریر کر رہے ہیں۔ اگر آپ کے مذہبی جذبات مجروح ہوتے ہیں یا دلآزاری ہوتی ہے تو جو آپ نے کرنا ہے کر لو۔ سائل اور سائل کے ہمراہ اشخاص کے علاوہ آنے والے اور راہگزر لوگوں نے بھی ملزمان سے کہا کہ کلمہ طیبہ لکھنے سے مسلمانوں کے مذہبی جذبات مجروح ہوئے ہیں لہذا آپ مسلمانوں کے مذہبی جذبات مجروح نہ کریں۔ لیکن ملزمان نے کہا کہ ہم نے کلمہ طیبہ کو نمایاں کیا ہی اس لئے ہے کہ آپ کو تکلیف ہو۔

جناب عالی! سائل اس واقعہ کے بعد اپنے دونوں ہمراہیوں کے ساتھ مقامی پولیس کے پاس ملزمان کے خلاف کاروائی عمل میں لانے کے لئے جاتا رہا جبکہ مقامی پولیس لیت و لعل سے کام لیتی رہی اور مورخہ ۱۵؍اگست ۱۹۹۸ء کو قطعی طور پر جواب دے دیا۔ اسی سلسلہ میں سائل نے مقامی پولیس تھانہ کینٹ، ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس اور سینئر سپرنٹنڈنٹ پولیس کو بھی درخواستیں دیں۔ ملزمان کی عبادتگاہ پر اب بھی کلمہ طیبہ بحروف جلی و نمایاں موجود ہے اور مسلسل مسلمانوں کی دلآزاری اور مذہبی جذبات مجروح ہو رہے ہیں۔ درخواست ہے کہ کلمہ طیبہ کو عبادتگاہ سے محفوظ کرایا جائے اور ملزمان کے خلاف فوری قانونی کارروائی عمل میں لائی جائے اس طرح مسلمانوں کی دادرسی فرمائی جاوے"۔

چنانچہ پولیس نے وقوعہ سے اڑھائی ماہ بعد مورخہ ۱۲؍اکتوبر ۱۹۹۸ء کو چاروں احمدیوں کے خلاف زیر دفعہ 295/C مقدمہ درج کر لیا۔

☆......☆......☆

رسالہ جلانے کے الزام میں توہین رسالت کا مقدمہ

کوٹری ضلع دادو سندھ میں تین احمدیوں مکرم ناصر احمد صاحب بلوچ، مکرم مبارک احمد صاحب اور مکرم ظفر احمد صاحب کے خلاف ختم نبوت کا رسالہ پھاڑنے اور جلانے کے الزام میں مورخہ ۷؍دسمبر ۱۹۹۸ء مقدمہ نمبر ۱۵۱ تھانہ کوٹری ضلع دادو میں زیر دفعات 295، 295/A، 295/B، 295/C، 296 اور 436 تعزیرات پاکستان ایک مقدمہ درج کیا گیا جو محمد نظر عثمانی ولد شیر محمد ساکن لطیف آباد انچارج دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی تحریری درخواست کی بنا پر درج کیا گیا۔ اس مقدمہ میں مستغیث کا کہنا ہے کہ وہ حیدر آباد میں رہتا ہے اور ختم نبوت کا انچارج ہے مورخہ ۱۹؍نومبر ۱۹۹۸ء کو وہ کوٹری آیا جہاں اسے سفائر (Saphire) ملز میں مقرر شدہ مسجد کے امام مولوی محمود احمد نے بتایا کہ وہ گاؤں گیا ہوا تھا۔ وہاں سے جب وہ مورخہ ۱۴؍نومبر ۱۹۹۸ء کو واپس آیا تو اسے فورمین مرزا سلیم احمد بیگ نے بتایا کہ مل میں ختم نبوت کا رسالہ ڈیپارٹمنٹ میں پڑھنے کے لئے پڑا ہوا تھا جسے ظفر قادیانی اور مبارک قادیانی جو مل میں کام کرتے ہیں نے میرے سامنے اٹھا کر پھاڑا اور پھر آگ لگا دی۔ اس عمل کو منور احمد نے بھی دیکھا۔ فورمین نے بتایا کہ وہ ظفر احمد اور مبارک احمد قادیانی کو انچارج ظہیر احمد کے پاس لے گئے اور جنرل مینجر نے ظفر اور مبارک احمد قادیانی کو اگلی صبح مل سے نکال دیا۔

یہ واقعہ مولوی محمود سے سن کر ہم دونوں غلام محمد بھٹہ اور حافظ الٰہی بخش کے پاس گئے اور انہیں یہ واقعہ بتایا۔ پھر ہم اکٹھے ہو کر مل گئے اور جائے وقوعہ دیکھی اور پوچھ گچھ کرتے رہے۔ ہمیں معلوم ہوا کہ ظفر اور مبارک نے یہ رسالہ ناصر قادیانی کے کہنے پر پھاڑا اور جلایا ہے۔ میں فریاد کرتا ہوں کیونکہ ختم نبوت کا رسالہ جس میں ۲۹ آیتیں، کلمہ طیبہ، درود شریف اور حضور ﷺ کا نام ۱۶۰ بار لکھا ہوا تھا اس کے پھاڑنے سے میرے جذبات مجروح ہوئے ہیں لہذا فریاد کرتا ہوں کہ تفتیش کی جائے۔

یہاں یہ بات نوٹ کرنے کے قابل ہے کہ پولیس احمدیوں کے خلاف اس مقدمہ کو درج کرنے کے حق میں نہ تھی مگر مولوی بالا افسران سے جا کر ملے مگر انہوں نے بھی معاملہ کو ٹال دیا اور کہا کہ نوکری سے نکال دینا ہی کافی سزا ہے۔ پھر مولوی کراچی میں صوبائی انتظامیہ کے پاس پہنچے اور صوبائی ہوم سیکرٹری نے پولیس کو ہدایت کی کہ مقدمہ کا اندراج کریں۔ اس طرح تینوں احمدیوں کے خلاف مندرجہ بالا دفعات کے تحت وقوعہ سے ایک ماہ بعد مقدمہ درج ہو گیا۔

الفضل میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں (مینجر)

Unique Travel یونیک ٹریول

PIA، امارات ایئر، گلف ایئر اور دوسری تمام ایئرلائنز کے ذریعہ

دنیا بھر کیلئے سستی ٹکٹوں اور یقینی نشستوں کی فراھمی کا واحد مرکز

اکثر زبانوں میں ترجمہ کی سہولت نیز آپ کی خدمت کے لئے ہر وقت موجود

لاہور۔اسلام آباد۔پشاور=900DM، فیملی فیئر لاہور۔اسلام آباد۔پشاور۔ملتان۔فیصل آباد=879DM،

کراچی=875DM، فیملی فیئر کراچی=672DM(Exclusive Tax)

حاضر خدمت: الطاف چودھری۔ فون: 069/24246741, 069/24246742

فیکس: 069/24246745 E-mail: Uniprise@t-online.de

Kaiserstrasse 64, Kaiserpassage 10, 60329 Frankfurt am Main - Germany

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 0181-553-3611

بقیہ:- خطاب جلسہ سالانہ از صفحہ ۲

کے چہرہ مبارک کو دیکھ کر کہہ رہا تھا کہ یہ چہرہ جھوٹے شخص کا ہرگز نہیں ہو سکتا"۔

آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر بہت مزے لے لے کر کیا کرتے تھے۔ آپ گھڑیوں کی مرمت کرنا بھی خوب جانتے تھے۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی آپ ہی کو اپنی گھڑی دکھایا کرتے تھے اور اگر ضرورت پڑتی تو آپ ہی کے ذریعہ منگوایا کرتے تھے۔

روایت:- ایک دفعہ خاکسار لوہاری دروازے سے گزر رہا تھا کہ جعفر زٹلی نے کہا کہ مرزا صاحب فوت ہوگئے ہیں۔ کچھ اہل ہنود سن کر بولے کہ میاں یہ روز ہی مرزا صاحب کو مارتا ہے۔ کئی دفعہ اس نے ایسا کیا ہے۔ ہم آریہ ہیں مگر آرزو رکھتے ہیں کہ اگر مرزا صاحب کی مثال کوئی آدمی اس علم اور فضل کا ہمارے دیکھنے میں ہماری جماعت میں آتا تو ہم اسے اوتار مانتے مگر یہ لوگ کس دریدہ دہنی سے گالیاں دیتے ہیں اور اس کے لئے کیا کچھ تجویز کرتے ہیں۔ کاش کہ وہ ہم میں آتے۔ آخری دفعہ جب حضور نے پیغام صلح لکھا ہے۔ ہم نے وہ چھپوا کر یونیورسٹی ہال میں وہ لیکچر سنانا تجویز کیا۔ چیف کورٹ کے چیف جسٹس پرتھوی چندر پریذیڈنٹ ہوئے۔ لیکچر پُرامن طور پر سنایا گیا۔ یہ لیکچر حضور کی وفات کے بعد خواجہ کمال الدین صاحب نے پڑھا تھا۔ بڑے بڑے اہل ہنود کی ایک پارٹی لیکچر سننے کے بعد لیکچر پر رائے زنی کرتے ہوئے نکلی جن کا چیف ماسٹر ایشری پرشاد نام ایک بہت بڑا ایجیٹیشن گویا ہوا: "سودا بڑا مہنگا ہے۔ مگر جس قیمت پر بھی ملے اسے خرید لو"۔ ہال حاضرین سے بالکل پُر تھا۔ (رجسٹر روایات نمبر ۹ صفحہ ۲۱۴)

حضرت مولوی محمد عبداللہ صاحبؓ

ابن چودھری عطرالدین صاحب سکنہ کھیوہ

تعارف:- آپ کا سن ولادت اندازاً ۱۸۵۵ء ہے۔ ۱۸۹۷ء یا ۹۸ء میں بیعت کی سعادت عطا ہوئی۔ ۲۶ر نومبر ۱۹۴۶ء کو آپؓ نے وفات پائی۔

آپ مولوی عبداللہ غزنوی صاحب کے مرید تھے جن سے ان کے کشوف و الہام بھی سنا کرتے تھے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعویٰ الہام کیا تو مولوی محمد عبداللہ صاحب کے دل میں حضرت اقدس علیہ السلام کی محبت داخل ہو گئی۔ ۱۸۹۷ء میں آپؓ نے ایک خواب دیکھنے کے بعد تحریری بیعت کی اور کچھ عرصہ بعد قادیان جاکر زیارت کا شرف پایا۔

روایات:- "جب حضرت اقدس علیہ السلام سیالکوٹ لیکچر کے لئے تشریف لائے اس سے چند روز پہلے ایک بڑھیا ہمارے گاؤں میں آئی۔ اس کا نام دولتے تھا اور وہ موضع بھوپال والے کی تھی، سقہ قوم کی تھی۔ مستورات میں بیٹھ کر رونے لگی اور جہاں بھی بیٹھے روتی ہی رہے۔ مستورات نے اسے کہا کہ باہر مولوی صاحب ہیں ان کے پاس جا۔ وہ میرے پاس آئی اور رونے لگی۔ میں نے کہا مائی کیوں روتی ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے ایک چیز خواب میں دیکھی ہے وہ نظر نہیں آتی۔ پنجاب میں تلاش کیا ہے، عرب میں جاکر تلاش کیا ہے مگر وہ نظر نہیں آئی۔ میں نے کہا تو اپنا پتہ لکھا دے، میں تمہیں خط لکھوں گا، تم آجانا اور وہ چیز دیکھ لینا۔ جب سیالکوٹ کے جلسہ کی تاریخ مقرر ہوئی تو میں نے اسے خط لکھ دیا کہ سیالکوٹ میں فلاں تاریخ تک آجاؤ اور میر حسام الدین یا سید حامد شاہ کے مکان کا پوچھ لینا۔ جب حضرت اقدس سیالکوٹ تشریف لائے تو وہ بوڑھیا بھی وہاں آگئی۔ میں اور مولوی برہان الدین صاحب مرحوم جہلمی اور چند دوست اور، میر حامد شاہ صاحب والی مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ باہر سے کسی شخص نے میرا نام لے کر بلایا۔ میں باہر نکل آیا۔ مسجد کے باہر مائی دولتے کھڑی تھی۔ میں نے کہا آگئی۔ کہنے لگی اپنے گاؤں کی بیبیوں کو جاکر کہہ دینا کہ وہ مائی جو روتی تھی اب نہیں روتی، جو کچھ اس نے دیکھنا تھا دیکھ لیا۔

بعد ازاں وہ بیبیاں جو اس وقت حضرت کے پاس موجود تھیں۔ ان میں سے ایک عورت راجن بی بی تھی۔ اس نے بیان کیا کہ جب یہ بوڑھیا آئی اور حضرت صاحب کو دیکھا تو اپنے دونوں ہاتھ پھیلا لئے اور کہا کہ "ہے شاباشے تُو یہاں پنجاب میں ہی تھا، میں تو عرب میں بھی تجھے ڈھونڈتی پھری"۔

(رجسٹر روایات نمبر ۱۰۔ صفحہ ۲۳۰ تا ۲۳۲)

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ

ابن میاں کرم الدین صاحب سکنہ راجیکی ضلع گجرات

تعارف:- آپ ۱۸۷۷ء اور ۱۸۷۹ء کے بین بین بھادوں کے مہینہ میں پیدا ہوئے۔ ۱۸۹۷ء میں بذریعہ خط بیعت کی اور ۱۸۹۹ء میں دستی بیعت کا شرف حاصل کیا۔ ۱۵ر دسمبر ۱۹۶۳ء کو آپ کی وفات ہوئی۔ آپ صاحبِ کشف و الہام صوفی منش بزرگ تھے۔ جن پر مسیح موعود علیہ السلام کی عقیدت و برکت نے ایک غیر معمولی عاشقانہ رنگ چڑھا دیا تھا۔ جماعت احمدیہ کے پُرجوش اور سرگرم عمل مبلغ اور مناظر تھے۔ آپ پنجابی، اردو، عربی اور فارسی کے زبردست شاعر تھے۔ آپ کو اپنا کلام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دربار میں پیش کرنے کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔

آپ نے پسماندگان میں پانچ بیٹے اور دو بیٹیاں چھوڑیں۔

روایت:- حافظ آباد کے علاقہ میں ایک گاؤں ہے۔ وہاں ایک شخص الٰہی بخش رہا کرتا تھا۔ اسے ایک دفعہ بعض احمدیوں نے قادیان لانے کے لئے تیار کیا۔ وہ تیار ہو گیا۔ بٹالہ اترنے سے پہلے اسے بخار آگیا۔ بخار کی حالت میں ہی وہ بٹالہ سٹیشن پر اترا۔ آگے مولوی محمد حسین بٹالوی ملا۔ اس نے دیکھا کہ یہ شخص بخار کی حالت میں قادیان جا رہا ہے اس نے اس کے دل میں وسوسہ ڈالا کہ اگر مرزا صاحب سچے ہوتے تو تجھے رستہ میں ہی بخار نہ ہو جاتا اور کہا کہ وہاں تو دکانداری ہے، وہاں ہرگز مت جانا۔ مگر اُس نے کہا ایک دفعہ تو ضرور جاؤں گا۔ چنانچہ وہ قادیان آیا۔ حضرت اقدس کی مجلس میں بیٹھا ہی تھا کہ حضور نے فرمایا۔ ہمارے بعض مخالف یہ بھی کہتے ہیں کہ یہاں دکانداری ہے۔ بیشک یہ دکان ہے مگر یہاں سے خدا اور اس کے رسول کا سودا ملتا ہے۔ یہ بات سن کر اس کی آنکھیں کھل گئیں اور اس کا ایمان تازہ ہوا اور معاً تیز بخار بھی اتر گیا۔

(رجسٹر روایات نمبر ۱۲۔ صفحہ نمبر ۱۴۰ تا ۱۴۱)

حضرت میاں عبدالرشید صاحبؓ

ابن حضرت میاں چراغ دین صاحبؓ رئیس لاہور

تعارف:- آپ ۱۸۸۴ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کا سن بیعت ایک روایت کے مطابق ۱۸۹۷ء اور ایک دوسری روایت کے مطابق ۱۹۰۰ء ہے۔ آپ نے اپنے والد محترم کی تحریک اور اپنے ایک خواب کی بناء پر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی توفیق پائی۔

آپ نے ایک لمبا عرصہ امرتسر میں بسلسلہ ملازمت گزارا جہاں آپ چیف مکینیکل ڈرافٹسمین کے عہدہ پر فائز تھے۔ آپ کو تبلیغ کا شوق تھا چنانچہ جن لوگوں نے آپ سے کام سیکھا ان میں سے اکثر کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کی مسجد کے ایک امام مولوی نظام الدین صاحب کے دونوں بیٹے آپ کی تبلیغ سے احمدی ہوئے اور پھر کچھ عرصہ بعد مولوی نظام الدین صاحب خود بھی آغوش احمدیت میں آگئے۔ پسماندگان میں چار بیٹے اور آٹھ بیٹیاں چھوڑیں۔

روایت:- "امرتسر کا واقعہ ہے کہ یہاں پر جنگی شوالہ کے عین سامنے ایک پہلوان عزیز نامی تھا۔ اتوار کا دن تھا۔ اس نے میرے مکان سے مجھے بلا کر حضرت اقدسؑ کی بہت توہین کی اور کہا کہ مرزا صاحب لاہور میں جب فوت ہوئے تو ان کی نعش وہاں پر بہت خراب ہوئی اور اس میں کیڑے پیدا ہو گئے (نعوذ باللہ)۔ اور سخت عفونت پڑ گئی تھی۔ میں نے اس کو کہا کہ خدا تعالیٰ سے ڈر کیونکہ بعض اوقات ایسی باتوں پر اللہ تعالیٰ گرفت کر لیتا ہے۔ ایسا واقعہ لاہور میں ہرگز کوئی نہیں ہوا اور ایسی باتیں بعض اوقات زندگی میں انسان پر خود ہی وبال لے آتی ہیں اور انسان مرتا نہیں جب تک وہ اس قسم کی تکلیف میں خود ہی گرفتار نہیں ہو جاتا۔ اس کے بعد اس رات کا یہ واقعہ ہے کہ وہ اپنے مکان کے اوپر سویا ہوا تھا۔ اس کے مکان کے سامنے ایک پیپل کا درخت تھا اور مکان پر کوئی منڈیر نہ تھی۔ وہ رات کو کسی وجہ سے اٹھا ہے اور پیپل کے درخت پر جس کی شاخیں اس کے کوٹھے پر بھی پھیلی ہوئی تھیں۔ معلوم ہوتا ہے اس نے اپنا ایک کپڑا دھو کر اوپر ڈالنا چاہا اور اس کا پاؤں پھسل گیا جس سے وہ بازار میں دھڑام سے گر گیا اور ایک آواز پیدا ہوئی جس کو میں نے سنا مگر رات کو اس کا چنداں خیال نہیں کیا۔ یہی سمجھا کہ پٹ رنگ لوگ جو بہت صبح اٹھتے ہیں اُن کی وجہ سے کوئی آواز ہے۔ جب صبح کی نماز کے بعد میں مکان کے نیچے گیا تو معلوم ہوا کہ یہ تو عزیز پہلوان رات کو مکان کے اوپر سے گرا ہے۔ اس کی حالت نہایت بری ہو چکی تھی۔ وہ مر چکا تھا اور بے شمار کیڑے اُس کے جسم پر چل رہے تھے۔ چونکہ لاش کو اٹھانے کے لئے پولیس کا آنا ضروری تھا اس لئے وہ اس جگہ کافی دیر تک پڑا رہا۔ اس کی لاش پر کپڑا اڑا ہوا تھا اور اس کے بدن میں سخت عفونت پیدا ہو گئی تھی اور چونکہ اس کے جسم سے خون بھی کافی نکلا تھا اس لئے بہت سے کیڑے اس کے جسم پر آگئے تھے جس سے اس کی لاش ڈھکی ہوئی تھی"۔

(رجسٹر روایات نمبر ۱۱۔ صفحہ ۳۰ تا ۳۶)

حضرت سید احمد نور صاحب کابلیؓ

ابن سید اللہ نور صاحب کابلی سکنہ موضع قلعہ جدران رالیوب، خوست افغانستان

آپؓ ۱۸۹۸ء میں تحریری بیعت کرکے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ بعد ازاں ۱۹۰۲ء میں قادیان تشریف لائے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ آپؓ کی وفات ۱۹۵۲ء میں ہوئی۔ آپ ہی چھپ چھپا کر حضرت صاحبزادہ صاحب شہیدؓ کی نعش مبارک کو سنگساری کے میدان سے لائے تھے اور پھر ان کے آبائی قبرستان میں دفن کیا تھا۔

MF Gastro
Inhaber: Mazhar Farooq
Gastronomie-Einrichtungen
Mainzer Straße 13
64521 Groß-Gerau
Telefon (0 61 52) 92 68 86
Telefax (0 61 52) 92 68 86
Mobil (0177) 2 15 43 16

Kaffeemaschinen
Aufschnittmaschinen
Hähnchengrills
Wandhauben
Pizzaöfen
Umluftkühlschränke
Spülmaschinen
Kühltheken
Kühlzellen
Teigknetmaschinen
Teigausrollmaschinen
Gyrosgrills usw.

بسم اللہ الرحمن الرحیم
جرمنی میں
احمدی بھائیوں کی اپنی دوکان
کم قیمت میں معیاری سامان
نیز سروس اور ٹرانسپورٹ کا انتظام ہے

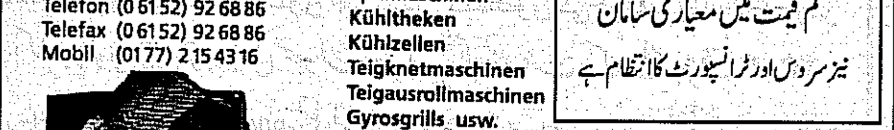

آپ کی بہت سی روایات میں سے صرف ایک روایت میں نے رکھی ہے۔ "۱۹۰۲ء میں جب میں قادیان آیا مغرب کے قریب اسی وقت مسیح موعود نے میری بیعت لی۔ مسیح موعود نے خود بخود مجھے مکان کے لئے زمین عطا کی اور میری شادی بھی بغیر میری تحریک کے کردی۔ میرے بغیر علم کے مجھے رخصتانہ پر بمع چند اشخاص کے بھیج دیا۔ میرے لئے بوری آٹے کی اپنے لنگر سے مقرر کردی اور فرمایا کہ جب تک احمد نور زندہ ہے میرے حساب سے یہ آٹا دیا کرو۔

حضرت محمد رحیم الدین صاحب احمدیؓ

حضرت محمد رحیم الدین صاحب احمدی وطن موضع حبیب والا تحصیل دھام پور ضلع بجنور یوپی کے رہنے والے تھے۔ آپؓ نے ۱۹۰۶ء میں وطن ترک کر کے قصبہ سیوہارہ تحصیل دھام پور ضلع بجنور میں سکونت اختیار کرلی۔ آپ کی روایت ہے کہ:

فروری ۱۸۹۸ء مطابق رمضان المبارک پورا مہینہ قادیان میں گزارا۔ ۶/ فروری ۱۸۹۸ء کو ہم بہت سے احباب حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب کے درس میں صبح کے وقت بیٹھے تھے کہ حضرت مسیح موعودؑ اندر سے تشریف لائے۔ بہت گھبرائے ہوئے تھے۔ حضرت مولوی صاحب کو بلایا اور باہر کھڑے ہو کر فرمایا کہ رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ خدا تعالےٰ کے فرشتے پنجاب اور ہندوستان کے مختلف مقامات میں سیاہ رنگ کے پودے لگا رہے ہیں جو بد شکل کے ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا کہ یہ کیسے درخت ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ طاعون کے درخت ہیں جو ملک میں پھیلنے والی ہے۔ اس کے لئے اشتہار چھپوا کر شائع کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ آج ہی اشتہار شائع ہو گیا اور پنجاب اور ہندوستان کے بہت سے مقامات کو روانہ کیا گیا۔

غالباً ۱۹۰۴ء میں جبکہ کرم دین کا مقدمہ چندو لعل مجسٹریٹ کی عدالت میں تھا، میں کوہ دیوبن متصل کوہ چکروتہ پر رہتا تھا۔ ایک دن ایک شخص مسمّی نقی تبّتی شیعہ چکروتہ سے سن کر آیا تھا' کہنے لگا تمہارا مرزا مقدمہ میں پھنس گیا ہے۔ مجسٹریٹ بغیر قید کے نہیں چھوڑے گا۔ میں نے کہا کہ یہ خبریں غلط ہیں۔ مجسٹریٹ کی کیا طاقت ہے۔ میں ان اخباروں پر اعتبار نہیں کرتا مگر دل میں خلش ہو گئی کہ خدا جانے کیا معاملہ ہے۔ میں نے رات کو دعائیں کیں۔ پچھلی رات کو میری زبان پر یہ آیا کہ "مرزا صاحب کا بال بھی بیکانہ ہوگا"۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ (رجسٹر روایات نمبر ۵۔ صفحہ ۱۶۰ تا ۱۶۴)

حضرت میاں سوہنے خان صاحب

سکنہ میٹیانہ ڈاک خانہ راج پور ضلع ہوشیارپور

تعارف:۔ آپؓ محکمہ انہار میں ملازم تھے۔ ایک سے زائد مرتبہ خواب میں بتایا گیا کہ قادیان جاکر بیعت کیوں نہیں کرتے۔ اس پر آپ نے بیعت کرلی۔

روایت:۔ کم ترین ۱۸۸۹ء میں ریاست پٹیالہ میں محکمہ بندوبست میں لازم ہوا اور کام پیمائش کا کرتا رہا۔ شیخ ہاشم علی سنوری گرداور قانون گو تھا۔ ہماری پڑتال کو آیا اور کام دیکھ کر بہت راضی ہوا۔ اس نے بیان کیا کہ تمہارے سے قادیان کتنی دور ہے؟ میں نے عرض کیا کہ بتیس کوس ہے۔ شیخ صاحب موصوف نے فرمایا کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خادم ہوں۔ میں نے جواب دیا کہ ایک مرزا صاحب چوہڑوں کا پیر ہے۔ ایک عیسےٰ بن گیا اور دولت اکھٹی کر رہے ہیں۔ چند روز گزرے تو موضع ہٹ میں ایک بزرگ ولی اللہ کا مزار دیرینہ ہے جس کا نام فتح علی شاہ ہے۔ میری خواب میں اس بزرگ کے مزار میں جناب مسیح موعود آئے۔ میں نے مسیح موعود کو لوئی بچھادی۔ حضرت صاحب اوپر بیٹھ گئے۔ میں انکی خدمت میں حاضر رہا اور خدمت کرتا رہا۔ ایک ماہ تک یہی حالت رہی۔ اس کے بعد میری خواب میں شاہ فتح علی صاحب مزار والے آئے اور فرمایا کہ امام وقت پیدا ہو گیا قادیان میں۔ میں نے عرض کیا کہ مرزا غلام احمد؟ اس بزرگ نے فرمایا۔ مرزا غلام احمد صاحب۔ میں ایسا خواب خیال سمجھ کر چپ رہا۔ تھوڑے دنوں کے بعد میری خواب والے بزرگ آئے اور فرمایا کہ تم کیوں نہیں قادیان گئے اور کیوں نہیں بیعت کی؟ جلدی جاکر بیعت کرو۔ میں ارادہ مستقل کر کے رخصت لے کر گھر آیا۔ کچھ خانگی معاملات کی وجہ سے مجھ کو دیر ہو گئی کہ وہی ولی اللہ پھر خواب میں ملے کہ ہم نے تم کو گھر بیٹھنے کیلئے نہیں کہا تھا۔ تم جلد قادیان جاکر بیعت کرلو۔ اس دن کم ترین گھر سے روانہ ہو کر موضع راسگو میں رات جا رہا۔ اس جگہ میرے رشتہ دار تھے انہوں نے کہا۔ ماہ پوہ کے بعد چلیں گے۔ میں نے انکی بات کو مان لیا۔ رات کو مجھے خواب میں شاہ فتح علی صاحب ملے۔ فرمایا پندرہ کوس آگئے ہو اور سترہ کوس باقی ہیں۔ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ کون سی تم کو خوف ہے۔ پھر صبح کو روانہ ہوا قادیان میں پہنچ گیا۔ جناب مسیح موعود صاحب جنوب کی طرف بہت سے آدمیوں کے درمیان سیر کو گئے تھے۔ میں نے لوگوں سے دریافت کیا کہ لوگ جنگل میں کیوں جمع ہو گئے؟ لوگوں نے بتلایا کہ مرزا صاحب سیر کو جا رہے ہیں۔ انکے ساتھ جاتے ہیں۔ میں ان لوگوں کے ساتھ ہو کر جا ملا اور جاکر حضرت صاحب کے ساتھ السلام علیکم کیا اور مصافحہ کیا۔ مرزا صاحب نے فرمایا کس جگہ سے آئے۔ میں نے عرض کیا ضلع ہوشیارپور اور موضع مٹیانہ سے آیا ہوں۔ فرمایا تمہارا نام کیا ہے؟ میں نے عرض کیا۔ سوہنے خان۔ فرمایا تم وہی سوہنے خان ہو خواباں والے۔ میں نے عرض کیا میں وہی آپ کا غلام ہوں۔ فرمایا۔ تین دن تک رہو تین دن کے بعد بیعت لے لیں گے تین دن کے بعد بیعت لی۔ (رجسٹر روایات نمبر ۱۲۔ صفحہ نمبر ۱۹۳ تا ۱۹۵)

اب انہوں نے اپنی خوابوں کا کوئی ذکر نہیں کیا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خواب میں پہلے ہی بتادیا گیا تھا کہ سوہنے خان خواباں والا تمہارے پاس آئے گا۔

حضرت عمر دین صاحبؓ (حجام)

ابن احمد یار صاحب سکنہ قلعدار ضلع گجرات

تعارف:۔ آپ نے ۱۸۹۹ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریری بیعت کی اور اسی سال یا ۱۹۰۰ء میں آپ کو دستی بیعت اور زیارت کا شرف حاصل ہوا۔

روایت: اس جگہ میں ۱۹۰۰ء میں آیا تھا اور آن کر مسجد اقصیٰ میں بیٹھ کر میں نے دُعا کی کہ یا اللہ! اگر یہ شخص وہی ہے جو میری خواب والا ہوا کہ جو کہ تو نے مجھ کو خواب میں افریقہ میں دکھایا تھا تو پھر میں اسکی بیعت کرلوں گا۔ اگر وہ نہ نکلا تو میں اسکی بیعت بھی نہیں کرونگا اور نہ نماز اس کے ساتھ پڑھوں گا اور نہ ہی کھانا کھاؤنگا اور فوراً واپس چلا جاؤں گا۔ یہ دُعا کر ہی رہا تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ اس مسجد میں تشریف لے آئے اور میں نے دیکھ کر کہا کہ یہ تو بالکل وہی شخص ہے جس کو میں نے افریقہ کے ملک میں خواب میں دیکھا تھا۔ حضور کو شناخت کرنے کے بعد ہفتہ کو بیعت کی اور اجازت لیکر تیار ہو گیا تو حضور نے فرمایا کہ کم از کم حق کو شناخت کرنے کے لئے پندرہ دن یہاں اور ٹھہرو۔ میں نے عرض کی کہ حضور میرے لئے دُعا کریں کہ اللہ تعالےٰ مجھ کو توفیق بخشے تو میں ہمیشہ آپکی زیارت کرنے کیلئے حاضر ہوتا رہوں۔ پھر حضور نے فرمایا کہ اگر بندے پر کوئی ایسا وقت آجاوے کہ یہاں پہونچنے کی طاقت نہ ہو تو پھر خط ضرور لکھتے رہا کریں۔ میرے خطوط کا حضور نے جو جواب دیا وہ میرے پاس خط موجود ہیں۔ (رجسٹر روایات نمبر پانچ صفحہ ۳۲ تا ۳۴)

حضرت میاں خیر الدین صاحبؓ

ولد میاں سراج دین صاحب سکنہ کوٹ ڈسکہ ضلع سیالکوٹ

آپؓ نے ۱۹۰۰ء میں بیعت اور زیارت کی توفیق پائی۔

روایت:۔ ۴/ اپریل ۱۹۰۵ء سوا چھ بجے۔ اس وقت میرا لڑکا مسمّی عبدالرحیم چار یوم کا تھا کہ پہلی بار بھونچال آیا۔ اس وقت خدا تعالیٰ کے فضل سے، ہم باوجودیکہ ایک کچے مکان میں رہتے تھے جو بالکل کمزور تھا محفوظ رہے اور اس واقعہ سے ہمارا ایمان بہت مضبوط اور تازہ ہو گیا۔ اس وقت جو ہمارے گاؤں ڈسکہ میں بڑی بڑی مضبوط بلڈ نگیں تھیں جو باویوں کی حویلیاں مشہور تھیں ان کے پردے گر گئے اور پھٹ گئیں۔ میں اس وقت یہ نظارہ دیکھ رہا تھا۔ حیوانات اور پرندے بھی بہت بے تاب ہو گئے تھے اور چلا رہے تھے اور میں نے سمجھا تھا کہ یہ سب مسیح موعودؑ کی برکت تھی کہ ہم کچے اور کمزور مکان میں محفوظ رہے۔

"...... میری بیوی بہت بیمار ہو گئی ڈاکٹروں حکیموں نے لاعلاج کر دیا۔ میں اسکو کھیوہ باجوہ میں لے آیا اس جگہ مولوی عبداللہ صاحب جو حافظ قرآن بھی ہیں (میرا یقین ہے کہ وہ ولی اللہ بھی ہیں) اور حضرت مسیح موعودؑ کے پرانے صحابی بھی ہیں۔ ان کے پاس لے گیا وہاں میرے سسرال بھی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ تم حضرت مسیح موعودؑ کو دعا کے لئے خط لکھو۔ چنانچہ میں نے دعا کے لئے خط لکھا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے مجھے خط کا جواب دیا کہ تمہارے لئے دعا کی گئی ہے۔ آپ بھی اچھی طرح دعا کریں۔ یہ خط مجھے دو بجے کے قریب ملا۔ میری بیوی کی یہ حالت تھی کہ کوئی کوئی دم تھا۔ میں خط لے کر شام کے وقت مسجد میں چلا گیا۔ میں نے کھڑے ہو کر نماز شروع کر دی اور میں رو رو کر دعائیں کرتا رہا اور مجھے بے ہوشی سی طاری ہو گئی اور میرے دائیں طرف ایک شخص کھڑا ہوا معلوم ہوا۔ مجھے اس طرح معلوم ہوتا ہے کہ وہ شخص حضرت مسیح موعودؑ تھے اور میری پیٹھ پر ہاتھ پھیر کر کہا کہ کوئی فکر نہ کرو تمہاری دعا قبول ہو گئی ہے۔ مجھے ہوش آ گئی۔ جب میں گھر آیا تو خدا تعالیٰ نے میری بیوی کو صحت عطا فرمادی۔ (رجسٹر روایات نمبر پانچ صفحہ ۱۱۰ تا ۱۱۲)

حضرت میاں عبدالرزاق صاحبؓ بلڈنگ اوور سیئر

ابن میاں رحیم بخش صاحب سکنہ سیالکوٹ شہر

تعارف:۔ آپ کا سن بیعت اور زیارت ۱۹۰۰ء ہے۔ آپ حضرت مولانا عبدالکریم صاحبؓ کے ہمسائے اور آپ کے دوست کے بیٹے تھے۔ حضرت مولوی صاحبؓ کے توسط سے ہی بیعت کی۔ جب حضور علیہ السلام لیکچر سیالکوٹ کے لئے سیالکوٹ تشریف لے گئے تو دورانِ قیام لنگر خانہ اور جلسہ گاہ کا بندوبست

جرمنی میں دنیا بھر کے لیے سستے ٹیلیفون کی سہولت

ہم اپنے کرم فرماؤں کو مطلع کرنا چاہتے ہیں کہ دنیا بھر میں کہیں بھی فون کرنا ہو تو فون کارڈ کی سہولت سے فائدہ اٹھائیں اور کم دام میں زیادہ وقت اپنے عزیزوں کے ساتھ بات کریں

(۳۴ منٹ ۳۰ مارک میں)

اسی طرح ہم جرمنی بھر میں دلچسپی رکھنے والے احباب کو سستے فون کی دوکانیں کھول کر دینے کو بھی تیار ہیں۔ ایسے احباب تفصیلات کے لئے ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔ فون کارڈ پوسٹ کے ذریعہ بھی منگوائے جاسکتے ہیں۔ ہم فون کارڈ تھوک کے ریٹ پر بھی فروخت کرتے ہیں۔

پروپرائٹر: مسعود احمد

فون: 0171-9073453 06233-46688

آپؓ کے سپرد تھا۔

آپ فرماتے ہیں کہ مَیں لیکچر لاہور میں بمعہ اہل و عیال حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سیالکوٹ کی جماعت نے حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ ایسا جلسہ سیالکوٹ میں بھی ہو جانا چاہئے۔ حضرت صاحب نے منظور کر لیا۔

جب حضرت صاحب کا جلسہ گاہ میں جانے کا وقت ہوا تو راستہ میں جھنڈاں والا محلّہ جو ہے اس جگہ کا امام مسجد جو تھا اس نے لڑکوں کی جھولیوں میں راکھ ڈلوا کر بازار کی دکانوں پر بٹھا رکھا تھا۔

جب حضرت صاحب واپس قادیان تشریف لے آئے تو وہ حافظ امام مسجد جس نے لڑکوں کی جھولیوں میں راکھ ڈلوائی اسکو طاعون ہو گئی۔ اس کا بہت بھاری کنبہ تھا۔ وہ خود بھی مر گیا اس کا سب خاندان طاعون سے تباہ ہو گیا۔ ان کی ایسی حالت ہو گئی کہ دو کو دفن کر کے آتے دو مر کر اور تیار ہو جاتے۔ ان کے خاندان سے ایک جو بچا وہ بھی پاگل ہو گیا۔ تمام محلّہ جھنڈاں والا تباہ ہو گیا۔

(رجسٹر روایات نمبر پانچ۔ صفحہ ۸۸ تا ۹۲)

حضرت مولوی محمد جی صاحبؓ

ابن میر محمد زمان خان صاحب موضع کوکمنگ ضلع ایبٹ آباد۔ مہاجر قادیان

تعارف:- آپ ۱۸۸۹ء میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۰۰ء میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تحریری بیعت کی اور ۱۹۰۳ء میں زیارت سے مشرف ہوئے۔

آپؓ فرماتے ہیں:

خاکسار اپنے متعلقین کے پاس موضع داتا میں رہتا تھا۔ ان دنوں ایک حاجی برکت اللہ نام جو اکثر عربستان یا کاشغر میں رہتا۔ پنجاب سے حضرت اقدسؑ کا تصنیف کردہ رسالہ ہمراہ لایا اور موضع داتہ کے امام مسجد کو طلوع آفتاب کے وقت محراب میں لا کر دیا۔ اور کہا پنجاب میں سنا ہے کہ پہلے یہ شخص خدائی کا دعویٰ کرتا تھا اور اب نبوت کا دعویٰ کر رہا ہے۔ مولوی صاحب کے ہاتھ سے ایک یاغستانی طالبعلم نے رسالہ لیکر پڑھا اور گالیاں دینی شروع کیں۔ خاکسار کی عمر اس وقت چھوٹی تھی کھیل میں مشغول تھا۔ مولوی صاحب کو کہتے سنا کہ گالیاں نہ دو یہ شخص خدا رسیدہ ہے۔ لیکن طالبعلم باز نہ آیا۔ کچھ دنوں کے بعد قصبہ مانسہرہ میں ایک شخص عیسائی ہوا اور وہاں کا جو نامی مولوی تھا وہ پادری سے مغلوب ہوا۔ یاغستانی مذکور کے دل کو اس سے صدمہ ہوا۔ اس نے پڑھائی چھوڑ دی۔ حضرت اقدس کی کتاب ازالہ اوہام منگوا کر مطالعہ میں لگ گیا۔ عصر کے بعد اس نے کتاب ختم کی۔ امام مسجد گھر کو جا رہے تھے کہ طالبعلم مذکور نے کہا مولوی صاحب حضرت مرزا صاحب اپنے دعویٰ میں سچے ہیں۔ مولوی صاحب نے فرمایا پہلے تم گالیاں دینے سے باز نہیں آتے تھے اب نوبت بایں جا رسید۔ تم یاغستان کے ہو تمہیں زندگی سے ہاتھ دھونا پڑیگا۔ گاؤں کے لوگ بھی تیرے دشمن ہو جائیں گے۔ یہ عقیدہ دل میں رکھو۔ طالبعلم نے کہا میں پوشیدہ نہیں رکھ سکتا۔ مولوی صاحب گھر چلے گئے۔ گاؤں کے سنجیدہ لوگ دوسرے دیہات سے مولویوں کو مباحثہ کے لئے منگواتے۔ یاغستانی کہتا میں طالبعلم ہوں للعہ (چار) روپے اس کتاب پر میں نے خرچ کیئے ہیں۔ اگر اس کی ایک دلیل باطل کر دکھاؤ گے تو میں اس کو تمہارے سامنے جلا دونگا۔ ملا لوگ عاجز رہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ گاؤں کے کچھ اور لوگ بھی احمدی ہو گئے۔ خاکسار کی عمر چھوٹی تھی لیکن احمدیوں کے آگے مولوی مغلوب ہوتے دیکھ کر خاکسار احمدیوں کے ساتھ نماز میں شریک ہوتا اور احمدی کہلاتا۔ جب قادیان سے راجہ عطا محمد خان یاڑی پورہ کشمیر کا باشندہ قادیان سے داتہ پہنچا۔ اس کے کچھ ماہ کے بعد خاکسار نے بیعت کا کارڈ لکھا جس کا جواب حضرت اقدس کی طرف سے پہنچا۔

(رجسٹر روایات نمبر آٹھ۔ صفحہ ۱۳۶، ۱۳۷)

(باقی اگلے شمارہ میں انشاء اللہ)

آپ کے ملک میں ایسے ہونہار احمدی طلباء و طالبات یا ایسے احمدی مرد و خواتین جو علم کے میدان میں، کھیل کے میدان میں یا خدمت انسانیت کے مختلف میدانوں میں ملکی یا بین الاقوامی سطح پر نمایاں کامیابی حاصل کر کے شہرت پا چکے ہیں ان کے تعارف اور انٹرویوز پر مشتمل مضامین ہمیں بھجوائیں۔ (ادارہ)

DIGITAL SATELLITE
MTA and PAKISTAN TV

You can now get MTA on digital satellite at Hotbird 13°E. Pakistan TV is also available on digital satellite at Intelsat 707 1°W as Prime TV, and has been broadcasting since Sept '98. To view MTA and Prime TV, you need a digital satellite receiver, a dish and a universal LNB.

At the moment, we are running the following offers:

NOKIA 9600 £255+ — *Digital LNBs from £19+*
HUMAX CI £220+ — *Dishes from 35cm to 1.2m*

These, as well as all other satellite reception-related equipment, can be obtained from our warehouse at the address below.

MAIL ORDER — EXPORT

Signal Master Satellite Limited
Unit 1A Bridge Road, Camberley
Surrey GU15 2QR, England
Tel: 0044 (0)1276 20916 Fax: 0044 (0)1276 678740
e-mail: sms.satellite@business.ntl.com

+ All prices are exclusive of VAT

بقیہ: لقاء مع العرب از صفحہ ۱۲

اس زمین پر لذتیں چونکہ مختلف ہیں اور ان لذتوں کو حاصل کرنے کے دائرے اور گنجائشیں چونکہ مختلف ہیں اس لئے آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہم سب چونکہ ایک ہی کھانا کھا رہے ہیں اس لئے اس کھانے سے لذت بھی ایک جیسی ہی اٹھا رہے ہیں۔ بعض لوگوں کا کھانے کا ذوق بہت اونچا ہوتا ہے اور بعض کا کم۔ کسی کو ایک چیز اچھی لگتی ہے تو کسی کو دوسری۔ اور ان کے ذوق و شوق کی نسبتیں بھی مختلف ہیں اس لئے وہ لوگ جو زیادہ نیک اور خدا رسیدہ ہوتے ہیں بے شک کہ وہ ہم میں سے ہی ہیں لیکن ان کو بہت خوشگوار اور حسین تجربے ہوتے ہیں اور مختلف قسم کی روحانی لذتیں ان کو حاصل ہوتی ہیں جبکہ ان لوگوں کے لئے جو نیکی میں کم درجہ رکھتے ہیں اسی جنت میں ان کے لئے ماحول بالکل مختلف ہوتا ہے۔ میں نے لوگوں کو ایک ہی دستر خوان پر کھانا کھاتے دیکھا ہے۔ بعض ان میں سے مزے لے لے کر کھا رہے ہوتے ہیں اور بعض کو وہی کھانا بالکل نہیں بھاتا۔

پس دوزخ کی آگ کی شدت بھی ہر گناہگار کے لئے مختلف ہو گی۔ نیکیوں سے نفرت اور بدیوں میں ملوث ہونے کے لحاظ سے ہر گناہگار کی آگ کی تپش الگ ہو گی اور نیکیوں سے نفرت کو وہ جہنم میں عذاب دینے والی طاقت کی صورت میں پائیں گے۔ اور یہ اس بات پر منحصر ہے کہ کسی نے اپنی زندگی کو کس طریق پر گزارا ہے اور اگلے جہان کے لئے کس رنگ میں تیاری کی ہے۔

اس دنیا میں اگر کوئی شخص قرآن کریم کی تلاوت سننا پسند نہیں کرتا، اسے قرآن کی بجائے فلمی گانے، موسیقی، پاپ نغمے پسند ہیں۔ اگر اس شخص کو دن رات ریڈیو پر قرآن کریم کی تلاوت سننی پڑے تو تصور کریں کہ ایسے شخص کی کیا حالت ہو گی۔ اور ایک دوسرا شخص ہے کہ جو قرآن سے محبت کرتا ہے لیکن جب بھی ٹیلی ویژن کھولتا ہے اسے گند دیکھنے کو ملتا ہے، پاپ گانے لگے ہوتے ہیں اور لوگ پاگلوں کی طرح ڈانس کر رہے ہوتے ہیں۔ وہ شخص یا تو ہر دفعہ ٹی وی بند کر دے گا یا پھر ان پروگراموں کی وجہ سے پاگل ہو جائے گا۔ اس لئے یہ اس بات پر منحصر ہے کہ آپ نے کس طرح اپنے آپ کو تیار کیا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے لاتعداد آیات کے حوالے سے اس بات کو ثابت کیا ہے کہ جنت اور دوزخ روحانی ہونگی۔ اس زمین پر ہم خود اپنی جنت اور دوزخ تیار کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا بہشت کیا ہے وہ ایمان اور اعمال ہی کے مجسم نظارے ہیں۔ وہ بھی دوزخ کی طرح کوئی خارجی چیز نہیں ہے بلکہ انسان کا بہشت بھی اس کے اندر ہی سے نکلتا ہے۔ اس لئے الزام خدا کو نہیں جاتا اور قرآن کریم بارہا اس بات کا اعادہ کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ نہیں بلکہ انسان خود اپنے آپ پر ظلم کرتا ہے۔ خدا نے تو نیکی اور بدی کے راستے واضح کر دیئے ہیں اور بتا دیا ہے کہ اگر تم بدی کے راستوں پر چلے تو پھر انجام کے خود ذمہ دار ہو گے۔

حاضرین مجلس میں سے کسی نے عذاب قبر سے متعلق سوال کیا تو اس کے جواب میں حضور انور نے ارشاد فرمایا:

فرض کریں کہ سو سے زائد لوگ نیک اور بد اکٹھے کہیں بیٹھے ہوں اور زلزلہ انہیں ایک ہی جگہ دفن کر دے تو اس نیک آدمی کا کیا حال ہو گا جس کے قریب کا شخص جہنمی ہے اور آگ کے شعلے اس پر بھڑک رہے ہیں۔ کیا آگ کا وہ عذاب اس نیک شخص کو بھی پہنچے گا جو اس گنہگار کے ساتھ ایک ہی جگہ دفن ہو گیا ہے؟

اور جنت کی نعمتوں کے متعلق کیا خیال ہے؟ جو نیک شخص ہے اس پر جنت کی طرف سے تازہ بتازہ ٹھنڈی اور مہکتی ہوئی ہوائیں چل رہی ہیں تو کیا اس کے پاس جو جہنمی شخص ہے اسے بھی وہ ہوائیں پہنچیں گی؟

مرنے کے بعد اگر وہ دوبارہ مادی وجود کی صورت میں قبر میں زندہ ہونگے تو پھر تو وہ دونوں ضرور ایک دوسرے کی جزاء و سزا کو محسوس کریں گے۔ پھر تو جنت کی ٹھنڈی ہوائیں دوزخ کی بھڑکتی لُو کے ساتھ مل جائیں گی اور ایک درمیانی فضا پیدا ہو گی نہ تو ٹھنڈی اور نہ ہی زیادہ گرم اور وہ دونوں ایک جیسے ماحول میں ہونگے۔

حضور انور نے فرمایا یہ مادی چیزیں نہیں ہیں۔ یہ تو محض تمثیلات ہیں اور آنحضرت ﷺ نے جنت اور دوزخ کی حقیقت ہمیں سمجھانے کے لئے بڑی احتیاط اور حکمت کے ساتھ الفاظ کا استعمال فرمایا ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ قبر میں ایک کھڑکی کھولی جائے گی۔ صاف ظاہر ہے کہ یہ بات سننے والے سب جانتے تھے کہ قبر میں کوئی بھی ظاہری کھڑکی نہیں کھولی جاتی۔ اس سے صاف اشارہ اس امر کی طرف ہے کہ یہ محض تمثیلات ہیں جو آپ لوگوں کو سمجھانے کی خاطر بیان کر رہے ہیں کہ اے لوگو! ان سے ظاہری مطلب نہ لینا ورنہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اسے کبھی بھی دیکھ نہ سکو گے۔ جبکہ آپؐ تو بالکل درست فرما رہے تھے۔ اور جب کبھی بھی کوئی پرانی قبر کھودی گئی کسی نے کبھی بھی اس میں کوئی کھڑکی مشاہدہ نہیں کی۔ آنحضرتؐ کا یہ فرمانا دراصل اس طرف اشارہ ہے کہ ان باتوں سے ظاہری مراد مت لو کیونکہ اگر میری مراد ظاہری کھڑکی سے ہوتی تو تم ضرور ان آنکھوں سے اس کھڑکی کو دیکھ سکتے۔ لیکن کھڑکی چونکہ روحانی ہے

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا
سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: پچیس (۲۵) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: چالیس (۴۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: ساٹھ (۶۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
(مینیجر)

لِقَاءُ مَعَ الْعَرَبْ

(۲۲/مارچ ۱۹۹۵ء)

(مرتبہ: صفدر حسین عباسی)

"لقاء مع العرب" مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ (MTA) انٹرنیشنل کے مقبول ترین پروگراموں میں سے ایک نہایت مفید، دلچسپ اور ہردلعزیز پروگرام ہے۔ اس میں سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز عربوں کے سوالات کے جواب انگریزی زبان میں ارشاد فرماتے ہیں اور پھر ان کا عربی ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔ اردودان احباب کے استفادہ کے لئے "لقاء مع العرب" کے ان پروگرامز کا خلاصہ **ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر پیش کرنے کی** سعادت حاصل کر رہا ہے۔ ان پروگراموں کی آڈیو، ویڈیو کیسٹس آپ اپنے ملک کے مرکزی مشن میں قائم شعبہ سمعی بصری سے یا شعبہ آڈیو / ویڈیو مسجد فضل لندن یوکے سے بھی حاصل کر سکتے ہیں۔ (ادارہ)

نعمائے جنت کی حقیقت

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی تشریف آوری پر محترم حلمی شافعی صاحب نے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے کہا کہ کچھ عرصہ سے ہم اس مجلس سوال وجواب میں عام مسلمانوں میں پائے جانے والے غیر اسلامی عقائد سے متعلق باتیں کر رہے ہیں۔ اس سے قبل قرآن کریم و سنت، عقیدہ ناسخ و منسوخ، حضرت عیسیٰؑ کی زندگی، ان کے رفع الی السماء اور آسمان سے نزول اور آنحضرت ﷺ کے بعد اجرائے وحی وغیرہ مسائل پر گفتگو کر چکے ہیں۔ آج **کی مجلس میں ہم حضور انور سے درخواست کرتے ہیں کہ جنت و دوزخ کی حقیقت سے متعلق ہماری رہنمائی فرمائیں!۔**

حضور انور نے استفسار کیا کہ کیا آپ صرف جنت و دوزخ کے متعلق بات کرنا چاہتے ہیں یا بعث بعد الموت اور جزاوسزا سے متعلق؟

حلمی صاحب نے کہا کہ حضور! ہر وہ امر جس کا تعلق جنت ودوزخ کے ساتھ ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا: عام طور پر لوگ جہنم کو ایک شعلہ مارتے تنور کی طرح کی کوئی جگہ خیال کرتے ہیں جہاں آگ ایک بہت بڑے تنور کی صورت میں بھڑک رہی ہے اور وہاں جلنے والا مٹیریل ایسے شدید درجہ حرارت سے جل رہا ہے کہ ناممکن ہے کہ انسان اس کا تصور بھی کر سکے۔ گناہگاروں اور بدکرداروں کو اس میں جھونکا جائے گا اور کوئلوں اور پتھروں کے ساتھ جلیں گے۔ لیکن ان کی چمڑی نہیں جلے گی اور اگر جلنے لگے گی تو اس کی جگہ دوسری جلد تبدیل کر دی جائے گی اور یہ سلسلہ اذیت کا ہمیشہ جاری رہے گا اور ان کے پاس زخموں کا دھوون لایا جائے گا جسے وہ پئیں گے۔

اگر ان سب باتوں کو ظاہری رنگ میں لیا جائے تو پھر یہ تو بہت ہی کربناک اور انتہائی ظالمانہ صورت حال پیش کرتی ہیں۔ اور پھر انہیں اس خدا کی طرف منسوب کیا جائے جو رحمان و رحیم اور مالک یوم الدین ہے اور جس کی تمام صفات سوائے چند ایک کے ساری کی ساری رحمانیت اور رحیمیت پر مبنی ہیں اور قرآن کریم خود بڑی وضاحت و صراحت کے ساتھ بیان کر رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ یعنی بندوں پر ہرگز ظلم کرنے والا نہیں ہے۔ اور یہ بھی واضح کرتا ہے کہ جو بھی اعمال وہ کرتے ہیں وہ خود اس کے ذمہ دار ہیں۔ یہ بہت اہم بات ہے اور جہنم کی اصل حقیقت کو پانے کے لئے اس کا سمجھنا بہت ضروری ہے۔

اسی طرح دوزخ کے برعکس جنت ہے جو بظاہر ایسا منظر پیش کرتی ہے گویا پانی، دودھ اور شہد سے بھری نہریں بہہ رہی ہونگی اور اس طرح سے شراب کی بھی۔ یہ چار چیزیں پینے کے لئے وہاں پیش کی جائیں گی۔ جہاں تک پرندوں کا تعلق ہے جنت میں پرندوں کا تو کوئی ذکر نہیں ہاں البتہ ان کے گوشت کا ذکر ملتا ہے۔ اگر اس کا ظاہری مفہوم لیا جائے تو کوئی حیرت سے خیال کر سکتا ہے کہ وہ کس قسم کے پرندے ہونگے اور وہاں ان کے بچے کس طرح کے ہونگے اور انڈے کیسے ہونگے وغیرہ۔ یوں جنت کی تمام چیزیں مادی معلوم ہوتی ہیں لیکن قرآن کریم بتاتا ہے کہ لوگوں کے جسم عنصری نہیں ہونگے بلکہ وہ نئی مخلوق ہوگی جو اس دنیاوی خلق سے مختلف ہوگی۔ قرآن کریم فرماتا ہے:

"نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ وَمَانَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ. عَلٰى اَنْ نُّبَدِّلَ اَمْثَا لَكُمْ وَ نُنْشِئَكُمْ فِيْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ"۔ (الواقعہ: ۶۱،۶۲)

ہم نے تمہارے درمیان موت کا سلسلہ جاری کیا ہے۔ اور ہمارے اس نظام سے کوئی آگے نہیں نکل سکتا۔ موت کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ جسے تم سمجھو کہ بس یونہی واقع ہو جاتی ہے بلکہ یہ تو زندگی کے ساتھ ایک مکمل نظام کی صورت میں وابستہ ہے جو مختلف حالتوں میں اس زمین پر ایک جگہ سے دوسرے مقام کی طرف پرواز کرتی ہے۔

ہم نے تمہارے درمیان موت کا سلسلہ جاری کیا ہے۔ لفظ قَدَّرْنَا ایک بہت ہی عمیق اور پر حکمت نظام کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ وَمَانَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ، ہم نے موت کا جو یہ نظام جاری کیا ہے اس لئے نہیں کہ تمہیں آخری انجام تک پہنچا دیں۔ ہم اس کے مالک اور پروپرائٹر ہیں اور اس کی تشکیل کرنے والے ہیں اس لئے کوئی نہیں کہہ سکتا کہ موت اس کے ہاتھ میں ہے۔ کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ موت کے بعد دوبارہ زندگی کیسے دی جا سکتی ہے۔ لیکن وہ ذات جس نے موت تشکیل دی ہے دوبارہ زندگی دینے پر بھی کامل قدرت رکھتی ہے۔ وہ فرماتا ہے موت ہمارے قبضہ قدرت میں ہے۔ یہ تمہیں صرف اس حد تک مارے گی جس حد تک تمہیں مارنا مقصود ہے لیکن تمہارا وہ حصہ جسے قائم رکھنا ضروری ہے اسے موت ختم نہیں کرے گی۔ یہ قرآن کریم کا بہت ہی گہری حکمتوں پر مبنی بیان ہے جس کا ذکر آپ کو کسی اور مذہب میں نہیں ملے گا۔ کیسی خوبصورت آیت ہے۔ پھر اس آیت کے آخر میں فرماتا ہے وَمَانَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ. عَلٰى اَنْ نُّبَدِّلَ اَمْثَا لَكُمْ۔ یہ نہیں فرمایا اَنْ نَّخْلُقَ اَمْثَالَكُمْ بلکہ فرماتا ہے نُّبَدِّلَ اَمْثَا لَكُمْ۔ ہمیں اس بات پر مکمل قدرت حاصل ہے کہ تمہاری اس زندگی کی صورت و تشکیل کو بالکل تبدیل کر دیں جو تمہیں اس دنیا میں حاصل ہے۔ تمہیں اس جسم اور شکل میں دوبارہ پیدا نہیں کیا جائے گا بلکہ ہمیں اس بات پر کامل قدرت حاصل ہے کہ تمہیں کسی اور حالت میں دوبارہ زندہ کر دیں۔ وَ نُنْشِئَكُمْ فِيْ مَا لَا تَعْلَمُوْن اور تمہیں ایسی حالت میں اٹھائیں گے کہ جس کا تمہیں کچھ بھی علم نہیں۔ لیکن کیا آپ کو اپنے متعلق علم نہیں ہے کہ آپ کیسے ہیں؟ مجھے تو اپنے متعلق پتہ ہے اور حلمی صاحب کو بھی اور باقی سب کو بھی کہ ہماری شکلیں صورتیں کیسی ہیں۔ پھر اس آیت میں خدا کے اس کلام سے کیا مراد ہے؟ مسلمان علماء کو یہ بات سمجھنی چاہئے۔ انہیں چاہئے کہ قرآن پڑھیں۔ لیکن ایسے نہیں کہ الفاظ پڑھ لئے اور بس۔ انہیں چاہئے کہ کلام الٰہی کی گہرائی میں اتر کر اس میں سے حکمت کے موتی تلاش کریں۔ کیونکہ یہ خدا کا کلام ہے کسی انسان کی باتیں نہیں ہیں۔ یہاں خدائی کلام کا منطوق یہ ہے کہ تمہیں جب دوبارہ اٹھایا جائے گا وہ اس حالت سے بالکل مختلف ہوگی۔ اس وجود کی کوئی اور Dimension ہوگی جس کا تمہیں کچھ بھی شعور نہیں۔ اسی لئے یہ فرمایا کہ جہاں تک جنت کی نعماء کا تعلق ہے کسی آنکھ نے ویسی چیزیں پہلے کبھی نہیں دیکھی ہونگی اور نہ کسی کان نے سنی ہونگی۔ لیکن لوگ جب قرآن کریم پڑھتے ہیں تو کیا جنت اور اس میں ملنے والی نعماء کا ذکر نہیں پڑھتے۔ عالم آخرت کی ہر شے اس سے مختلف ہوگی جو ہم اس دنیا میں دیکھتے اور جانتے ہیں۔ جنت و دوزخ کے تعلق میں ان چیزوں کا ذکر تو محض تمثیلات ہیں اس کے علاوہ کچھ نہیں۔ ان کا جنت کی نعماء کے ساتھ دُور کا بھی واسطہ نہیں۔ قرآن کریم خود اس طرف بڑی صراحت کے ساتھ اشارہ کرتا ہے اور کسی بھی امر کو مخفی نہیں رکھتا اور ایسی عمدگی اور خوبصورتی سے بات بیان کرتا ہے کہ ہم پر لازم ہو جاتا ہے کہ قرآن کریم کے پیغام کے اصل مدعا کو پانے کے لئے بصیرت سے کام لیں۔ قرآن کریم خود فرماتا ہے کہ بے شک وہاں دودھ ہوگا لیکن وہ دودھ کبھی خراب نہیں ہوگا۔ وہ کیسا دودھ ہے جو کبھی خراب نہیں ہوگا اور وَكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ لَّا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَ لَا يُنْزِفُوْنَ (الواقعۃ: ۱۹،۲۰)
لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّ لَا تَاْثِيْمًا (الواقعۃ: ۲۶)
اور شراب ایسی ہوگی جو انہیں بیہوش و بدمست نہیں کرے گی۔ اگر وہ مدہوش نہیں کرتی اور نشہ نہیں چڑھاتی تو پھر وہ کیسی شراب ہے۔ کیونکہ یہی تو اس کی ایک کشش ہے انسانوں کے لئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے شراب تو ہے لیکن نشہ نہیں چڑھائے گی۔ صاف ظاہر ہے کہ یہ محض تمثیلات ہیں جو انسان کو سمجھانے کی خاطر بیان کی گئی ہیں۔ جنت میں وہ چیزیں بالکل بھی ایسی نہیں ہونگی اس لئے جب دوسرے جہان میں یہ چیزیں انسان کے سامنے پیش کی جائیں گی تو وہ لوگ کہیں گے هٰذَا الَّذِیْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا۔ (البقرہ: ۲۶)۔ لیکن وہ چیزیں اپنی نوعیت اور حالت کے لحاظ سے بالکل اور ہونگی اور پھر ہر انسان کے لئے الگ اور مختلف ہونگی۔ اگر ہماری ساخت اُس جہان میں مختلف ہوگی تو پھر ہم ان کھانوں کا مزا کیسے لے سکیں گے جن کا لطف صرف اس مادی منہ اور زبان اور اس قسم کی آنکھوں کانوں اور ناک سے لیا جا سکتا ہے۔ یہ جو حواسِ خمسہ ہیں ہم صرف انہیں اعضاء کے ذریعہ لذت وذائقے کا احساس لے سکتے ہیں۔ اگر جنت میں اس قسم کے اعضاء انسان کو نہیں دئے جائیں گے تو پھر اس دنیا کی مادی چیزیں جنت میں پیش کرنے کا کیا فائدہ؟۔ ناممکن ہے کہ یہ سب اخروی زندگی میں ہو۔ کیونکہ اگر ہم وہاں بھی ان جیسے کھانے کھائیں گے تو پھر ان کھانوں کا فضلات کی شکل اختیار کرنا لازم ہے۔ ایسی صورت میں پھر وہاں بھی گند اور کوڑا کرکٹ اور گندگیوں کو اٹھوانے کا انتظام کرنا ہوگا جو بالکل نامعقول بات ہے۔ جنت تو کوئی ایسا مقام نہیں ہے۔ وہ تو ایک روحانی قسم کی حالت ہوگی۔ فرماتا ہے:

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِیْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ فِيْهَا اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ وَاَنْهٰرٌ مِنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ وَ اَنْهٰرٌ مِنْ خَمْرٍ لَذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ وَ اَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى"۔ (محمد: ۱۶)

اُس جنت کی مثال جس کا متقیوں کو وعدہ دیا جاتا ہے (یہ ہے کہ) اُس میں کبھی متعفن نہ ہونے والے پانی کی نہریں ہیں اور دودھ کی نہریں ہیں جس کا مزا متغیر نہیں ہوتا اور شراب کی نہریں ہیں جو پینے والوں کے لئے سراسر لذت ہے۔ اور نہریں ہیں ایسے شہد کی جو خالص ہے۔

اور ایک اور جگہ فرماتا ہے کہ انسان کی یہ مادی صورت نہیں ہوگی وہ کوئی اور عالم ہوگا جس

TOWNHEAD PHARMACY
31 Townhead Kirkintilloch
Glasgow G66 1NG
☆......☆......☆
FOR ALL YOUR
PHARMAECUTICALS NEEDS
Tel: 0141-211-8257
Fax: 0141-211-8258

کے متعلق ہم کچھ بھی علم نہیں رکھتے اس زندگی کی Dimensions مختلف ہونگی جیسے فرشتے ہیں ان کی Dimension مختلف ہے، ہم انہیں نہیں جانتے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے جنت و دوزخ سے متلعق ہمیں جو علم دیا ہے وہ اسلام کی عظیم خدمت ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے ہمیں بتایا کہ جن مومنوں نے اعمال صالحہ کئے انہوں نے اپنے ہاتھ سے ایک بہشت بنایا جس کا پھل وہ اُس دوسری زندگی میں کھائیں گے۔ اور جہنم بھی انسان خود اپنے ہاتھ سے تیار کرتا ہے اور یہ دونوں ایک ہی جگہ موجود ہونے کے باوجود الگ ہوتی ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ جنت کے ذکر میں فرماتا ہے: عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ (آل عمران:۱۳۴) جنت پوری کائنات پر محیط ہے۔ جب قرآن کریم نے یہ دعویٰ کیا تو کسی نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ پھر جہنم کہاں ہوگی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ دوزخ بھی وہیں اسی جگہ ہوگی لیکن ان باتوں کو سمجھنے کا تمہیں شعور نہیں دیا گیا۔ ظاہر ہے ٹھنڈے گھنے سائے اور آگ ایک جگہ اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ جس کا مطلب ہے کہ خدا تعالیٰ کسی اور قسم کی آگ اور مختلف قسم کے ٹھنڈے سایوں کی بات کر رہا ہے۔ زندگی کی وہاں بالکل مختلف صورت ہوگی۔ بظاہر جنت و دوزخ ایک ہی جگہ موجود ہونگے لیکن ان کی Dimensions مختلف ہونگی اور باوجود ایک ہی جگہ موجود ہونے کے وہ ایک دوسرے کے راستوں اور حدود کو عبور نہیں کریں گی۔ جنتی لوگ اس بات سے کلیۃً بے خبر ہونگے کہ ٹھیک اسی جگہ جہنم کے شعلے بھی بھڑک رہے ہیں اور ایسا تبھی ممکن ہے کہ وہ دونوں چیزیں جن کا ہم ذکر کر رہے ہیں اس درجہ لطیف ہوں کہ ایک دوسرے کے اندر سے گزرنے کے باوجود بھی ان دونوں کو ایک دوسرے کا احساس نہ ہو۔ ہمارے وجود کثیف اور مادی ہیں جبکہ روحیں کثیف (Dense) نہیں ہیں۔ یہ ہمارے جسم میں موجود ہوتی ہیں۔ لیکن ہم نہیں جانتے کہ وہ کہاں ہیں۔ صرف اس وقت معلوم ہوتا ہے جب وہ ہمیں کسی کام کے متعلق سوچنے، سمجھنے اور اس کے کرنے کا حکم دیتی ہیں۔ ورنہ ہمیں ان کے وجود کا کچھ بھی احاطہ نہیں کہ وہ کہاں ہیں۔ وہ انتہائی لطیف صورت میں ہیں۔

اس بات کو مزید واضح کرنے کے لئے آیئے ہم لہروں کی مثال لیتے ہیں۔ لہروں کی ایک Form of energy ہے۔ یہ جتنی بھی ٹیلی ویژن کی Waves ریڈیو کی waves، Electricity Waves اور Megnatic Waves ہیں۔ یہ تمام انرجی کی مختلف حالتیں ہیں جو مادی چیزوں کا جزو ہیں۔ اس کے باوجود اس جگہ جہاں ہم بیٹھے پروگرام کر رہے ہیں، ہزارہا لہروں کا ایک جال ہے جو فضا میں گردش کر رہا ہے جن میں سینکڑوں قسم کے معاملات ہو رہے ہیں اور جن کی ہمیں ذرہ بھی خبر نہیں۔ یہ پروگرام جو ہم دکھا رہے ہیں اس کے علاوہ ہم کوئی دوسرا پروگرام نہیں سن رہے جو ہمارے اس پروگرام میں مداخلت کر رہا ہے۔ کسی قسم کی بازگشت ہمیں سنائی نہیں دے رہی جبکہ ایکوز (Echos) سے تمام کائنات بھری پڑی ہے۔ زمین کا گلوب بھرا پڑا ہے۔ MTA کا ٹیلی ویژن سسٹم ایک گلوبل سسٹم ہے۔ لہریں جو اس کی تصاویر اور آواز اور باقی سارے نظام کو اٹھائے پھر رہی ہیں ان لہروں نے زمین کے سارے گلوب کو گھیر رکھا ہے۔ اور اگر آپ کے پاس صحیح انٹینا اور ٹی وی سیٹ ہو تو جو پروگرام اس وقت ہم کر رہے ہیں اسے آپ ساتھ کے ساتھ ٹی وی پر دیکھ اور سن سکتے ہیں۔ اور اس جگہ دنیا کے اور بھی ہزاروں پروگرام لہروں کی شکل میں فضا میں موجود ہیں جنہیں Detect کیا جا سکتا ہے۔ ڈانس اور میوزک کے پروگرام ہیں، قتل و غارت سے متعلق خبریں ہیں، ڈرامے، فلمیں اور تقاریر ہو رہی ہیں۔ یہ سب کچھ اس جگہ جہاں ہم بیٹھے ہیں موجود ہے لیکن کیا آپ انہیں محسوس کر رہے ہیں؟ حالانکہ Waves کا یہ نظام اس Dimensions سے تعلق رکھتا ہے جس سے کہ ہم خود متعلق ہیں۔ Space کی تین Dimensions ہیں اور چوتھی Time ہے۔ وہ چیزیں جن کا وجود تو ہے لیکن ہم انہیں براہ راست نہیں دیکھ سکتے ان کا تعلق ان چار Dimensions کے ساتھ ہے لیکن سائنسدان حسابی رُو سے چودہ سے بھی زائد Dimensions تک جا پہنچے ہیں جو حساب کی رو سے ممکن ہیں لیکن ہم ان کا علم نہیں رکھتے۔ اسی طرح اخروی زندگی میں Dimensions مختلف ہونگی۔ جنت کی Dimensions اور ہیں اور جہنم کی اور۔ جو کبھی بھی ایک دوسرے کے راستے اور حدیں عبور نہیں کرتیں۔

یہ وہ باتیں ہیں جو قرآن کریم ہمیں بتا رہا ہے۔ ۱۴۰۰ سال قبل آنحضرت ﷺ کو خدا تعالیٰ نے یقینی علم دیا تھا کہ جنت اور دوزخ ایک ہی جگہ ہونگی لیکن کبھی بھی اپنی حدیں پار نہیں کریں گی۔ اگر ان کی Dimensions مختلف ہونگی تو پھر ہم جنت اور دوزخ کو مادی کیسے تصور کر سکتے ہیں کیونکہ روحیں تو دودھ، شہد اور شراب کا مزہ نہیں لے سکتیں۔ اور پھر یہ بھی جان لیں کہ وہ جگہ ہرگز جنت کہلانے کے لائق نہیں جہاں ہر وقت سوائے پانی، شراب، دودھ اور شہد کے کچھ اور ملتا ہی نہ ہو۔ ہر وقت ایک جیسی چیزیں دیکھ دیکھ کر تو آپ بے انتہا اکتاہٹ اور بوریت محسوس کریں گے۔ اگر وہ مادی جنت ہے تو پھر کیسی بور جنت ہے اور اگر مادی نہیں تو پھر یہ چار چیزیں ہمیں کچھ اور پیغام دے رہی ہیں۔

شہد، اس کا اپنا ایک شفائی کردار ہے۔ یہ مٹھاس اور صحت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اور سب سے عمدہ اور لذیذ چیز ہے۔ پودوں کے Nectars سے حاصل ہونے والی سب سے بہترین نعمت ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ خدا تعالیٰ کے پاس جو سب سے عمدہ نعمت ہے وہ جنتیوں کو بلا ناغہ مہیا کی جائے گی۔ دودھ ایک مکمل غذا ہے اور پانی، زندگی کا منبع ہے۔ اور شراب، کھانے کے بعد مزید لذت و تسکین دینے کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ یہ ان چار چیزوں میں بنیادی پیغام ہیں جو انسان کو دئے جا رہے ہیں۔ کسی اور حالت میں بظاہر ان سے ملتی جلتی چیزیں آپ کو ملیں گی لیکن اس حالت کا آپ کو شعور نہیں ہے۔ یہ تو نمونہ کے طور پر محض تمہیں سمجھانے کی خاطر تمثیلات بیان کی گئی ہیں۔

اور آگ کے متعلق چونکہ تم جانتے ہو کہ یہ جلاتی ہے اور تم اس سے ڈرتے ہو اس لئے ہم نے دوزخ کے لئے آگ کی مثال دے کر تمہیں سمجھایا ہے۔ لیکن گناہگاروں کو جو اذیت پہنچے گی وہ ایک روحانی تجربہ ہوگا۔ ایسی شدید روحانی اذیت ہوگی کہ لوگ جو اس دنیا میں ذہنی اذیت سے گزرتے ہیں بعض اوقات پاگل ہو جاتے ہیں اور خود کشیاں کر لیتے ہیں۔ جہنم میں اس سے بھی بڑھ کر روحانی اذیت کا سامنے ہوگا۔ اذیت ضرور دی جائے گی اور آگ کا مزا بھی چکھیں گے لیکن جنتی اور دوزخی ایک ہی جگہ مختلف Dimensions میں ہونگے۔

اب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں ایک مثال پیش کرتا ہوں کہ کس طرح ہم خود اپنی جنت اور جہنم تیار کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ صرف خدا تعالیٰ کی صفات کا بیان اور محبت الٰہی ہی ہے جو کسی روح کے لئے جنت تیار کرتی ہے۔ خدا تعالیٰ ہر حسن و جمال کا منبع ہے۔ ہماری تمام تر راحتیں اور آرام اور خوشیاں اسی کی ذات سے وابستہ ہیں لیکن ہم اس لذت کو صرف اس کی عبادت، اس کے حضور عاجزی و انکساری اختیار کرنے اور اس کی صفات میں رنگین ہو کر اور اس زمین پر مخلوق خدا کے لئے رحمان و رحیم بندے بن کر اور اس کی صفت ربّ کے مظہر بن کر ہی حاصل کر سکتے ہیں۔ جس طرح کہ ماں اپنے بچوں کے ساتھ ربوبیت کا سلوک کرتی ہے دوسروں کے ساتھ اس صفت کا اظہار کریں تب ربّ حقیقی کے نقش قدم پر چلنے والے کہلائیں گے۔ تب اس رحمان اور رحیم کی طرح ہونگے۔ اور یہ سب کچھ اگر آپ اپنے کسی ذاتی مفاد یا دکھاوے کی غرض سے نہیں بلکہ خالصتاً خدا کی خاطر کریں گے تب آپ دوسروں سے حسن و احسان کی بنا پر مسرت و راحت و سکون کی ایک تصویر بنانی شروع کریں گے۔ دوسروں کو دھوکہ دے کر، ان سے نفرت اور بدسلوکی کر کے آپ کبھی بھی خوشی کا احساس اپنے اندر پیدا نہیں کر سکتے۔ اور یہ ایک ایسی صفت ہے جو پیغمبروں کو اس دنیا میں کامیابی سے ہمکنار کرتی ہے۔ باوجود ہر طرح کی دشمنیوں، مخالفتوں، بدسلوکیوں اور ایذاء رسانیوں کے ان کی طرف سے مخلوق خدا کے لئے محبت و حسنِ سلوک، مہربانیوں اور درد اور تڑپ کا اظہار ہوتا ہے۔ انبیاء کا انسانیت کے ساتھ یہ خلق ان میں ایک روحانی خوشی و لذت و تسکین کا موجب بنتا ہے۔ ایک دفعہ ہم جب اپنی روحوں کو اس قسم کی لذت حاصل کرنے کے لئے تیار کر لیتے ہیں۔ خدا کی محبت کی خاطر انسانیت سے محبت شروع کر دیتے ہیں اس کے نتیجہ میں اگر ہمیں خدا کا جمال، اس کی رضا اور قرب نصیب ہو جائے تو اس سے بڑھ کر جنت اور کیا ہوگی۔ لیکن اس جنت کے لئے ہمیں اس دنیا میں تربیت حاصل کرنا ہوگی۔ اگر آپ خدا سے محبت نہیں کرتے اور خدا آپ کے پاس آجاتا ہے تو پھر یہ آپ کے لئے جنت نہیں بلکہ بہت بڑی سزا ہوگی۔

اس بات کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مختلف رنگ میں بیان فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ خیال کرو کہ ایک پیاسا انسان جو پیاس کی شدت سے مر رہا ہو اور ساتھ بھوکا بھی ہو اور اپنی طاقت کھو چکا ہو اور قریب ہے کہ Dehydrate ہو جائے اس وقت اگر آپ اسے بہت ہی شیریں، خوشبودار اور ٹھنڈے انگوروں کا ایک گچھا پیش کر دیں۔ جب آپ انگوروں کا یہ گچھا اس شخص کو پیش کریں گے تو وہ تو اس کے لئے جنت بنا دے گا۔ وہ اپنے آپ کو جنت میں محسوس کرے گا کیونکہ وہ بھوک پیاس اور کمزوری کی بنا پر مرنے کے قریب ہو چکا تھا اور خصوصاً جبکہ ٹھنڈی اور میٹھی چیزوں کا وہ دلدادہ بھی ہو اس کی روح کو بڑی تسکین نصیب ہوگی۔ مٹھاس سے اس کے جسم کی انرجی بحال ہوگی جبکہ ٹھنڈک سے اس کے جسم کی آگ ٹھنڈی ہوگی۔ یہ انگوروں کا گچھا تو اس کے لئے جنت ہوگا۔

لیکن ایک دوسرا شخص ہے اس میں بھی پانی کی کمی ہے اور ہیضہ کی وجہ سے الٹیوں اور اسہال نے اس کے جسم کا پانی نچوڑ کر رکھ دیا ہے۔ اس کا جسم خشک ہو چکا ہے اور جسم کو پانی کی شدید ضرورت ہے لیکن وہ کھانے پینے کی چیزوں سے ایسی کراہت محسوس کرتا ہے کہ کھانے کے خیال سے بھی اسے متلی ہونے لگتی ہے۔ حالانکہ اسے بھی پہلے شخص کی طرح کھانے اور پانی کی اتنی ہی ضرورت ہے۔ آپ اس شخص کو میٹھے تر و تازہ ٹھنڈے انگوروں کا گچھا پیش کر کے دیکھیں۔ وہ آپ کے منہ پر دے مارے گا اور کہے گا کہ تمہیں پتہ نہیں اس کے دیکھنے سے بھی مجھے تکلیف ہوتی ہے۔ پھل ایک ہی ہے، ٹھنڈے میٹھے خوشبودار انگور، کتنا عمدہ پھل ہے لیکن اس کا اثر دو انسانوں کے لئے بالکل مختلف ہے۔ ایک کے لئے جنت بن رہا ہے تو دوسرے کے لئے جہنم۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ یہ تمہاری روحانی صحت کی علامت ہے کہ تم خدا کے قریب ہو گے تو تمہارے لئے جنت بنے گی۔ اس کی صفات تمہیں رزق اور نعمتیں مہیا کریں گی اور یہ روحانی غذا ہے جو تمہیں زندہ رکھے گی اور سدا قائم رہنے والا روحانی سکون اور لذت عطا کرے گی۔

باقی صفحہ نمبر ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,
Wills & Probate, Criminal Litigation.
Contact: Anas Ahmad Khan
204 Merton Road London SW18 5SW
Tel: 0181-333-0921 \ 0181-448-2156
Fax: 0181-871-9398

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم اور دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیر انتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ اردو یا انگریزی کے علاوہ دیگر زبانوں میں رسائل بھجوانے والوں سے درخواست ہے کہ براہ کرم اہم مضامین اور اعلانات کا خلاصہ اردو یا انگریزی میں بھی ارسال فرمایا کریں۔ اپنے رسائل ذیل کے پتہ پر ارسال فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST,6 HARDWICKS WAY,
LONDON SW18 4AJ U.K.

آنحضرت ﷺ کا عفو و درگزر

فتح مکہ کے موقع پر دربارِ رسالت سے دس مجرموں کے سوا باقی سب کو عام معافی دینے کا اعلان کیا گیا۔ یہ اعلان آنحضور ﷺ کی ایسی اخلاقی فتح تھی جس نے آپؐ کے اہلِ وطن کے دل جیت لئے۔ بعد ازاں اُن دس میں سے بھی صرف چار اپنے جرائم پر اصرار کرنے اور معافی نہ مانگنے کی وجہ سے مارے گئے ورنہ اس دربار سے تو عفو کا کوئی بھی سوالی خالی ہاتھ نہ لوٹا تھا۔ روزنامہ ''الفضل'' ربوہ ۱۱؍مارچ ۱۹۹۹ء میں مکرم حافظ مظفر احمد صاحب کا ایک مضمون شامل اشاعت ہے جس میں مذکورہ بالا دس افراد کے جرموں اور انجام کا ذکر کیا گیا ہے۔

ایک مجرم بدبخت عبداللہ بن خطل تھا جس کا اصل نام عبدالعزیٰ تھا۔ یہ مسلمان ہوا تو آنحضور ﷺ نے اس کا نام عبداللہ رکھا اور اسے زکوٰۃ وصول کرنے پر مامور کیا اور ایک انصاری نوجوان کو بطور خدمتگار اس کے ساتھ روانہ کیا۔ ایک جگہ محض وقت پر کھانا تیار نہ کرنے پر اس نے اس نوجوان کو قتل کر ڈالا اور پھر مرتد ہو کر مشرکین کے پاس مکہ چلا گیا۔ آنحضور ﷺ کے خلاف گندے اور فحش اشعار کہتا اور مجالس میں ترنم سے پڑھواتا۔ فتح مکہ سے پہلے مسلح ہو کر گھوڑے پر سوار قسمیں کھاتا رہا کہ محمدؐ کو مکہ میں نہیں داخل ہونے دوں گا۔ جب حضور ﷺ مکہ میں داخل ہوگئے تو بھی معافی مانگنے کی بجائے خانہ کعبہ کے پردوں سے جا کر لپٹ گیا تا اس حیلہ سے جان بچالے۔ مگر حسب فیصلہ قصاص میں قتل ہو کر کیفر کردار کو پہنچا۔

ابن خطل کی دو مغنیہ اُس کی کہی ہوئی ہجو گایا کرتی تھیں اور اشاعت فاحشہ کی مرتکب ہوتی تھیں۔ اس لئے یہ دونوں بھی سزائے موت کی سزاوار قرار پائیں۔ لیکن ایک قتل ہوئی جبکہ دوسری سارہ نامی کہیں بھاگ گئی اور جب رسول کریم ﷺ سے اُس کے لئے معافی و امان طلب کی گئی تو آپؐ نے اسے معاف فرمادیا اور اس نے اسلام قبول کرلیا۔

ایک بدبخت حویرث بن نقیذ بن وھب تھا جو آنحضور ﷺ کا جانی دشمن تھا، آپؐ کو مکہ میں سخت تکلیفیں دیتا، ہجو کہتا اور آپؐ کی صاحبزادی پر قاتلانہ حملہ کا مرتکب ہوا۔ حضرت علیؓ نے فتح مکہ کے موقع پر حسب فیصلہ اُس کے جرائم کی پاداش میں قتل کیا۔

مقیس بن ضبابہ مسلمان ہوا اور اپنے بھائی کی دیت کا تقاضا کیا جسے ایک انصاری نے دشمن کا آدمی سمجھ کر غزوہ قرد میں غلطی سے قتل کردیا تھا۔ آنحضور ﷺ نے اسے دیت ادا فرمائی لیکن اُس نے اس کے بعد اُس انصاری کو قتل کیا اور پھر مرتد ہو کر قریش سے جاملا۔ چنانچہ یہ بھی قصاص میں قتل کیا گیا۔

ان چار مجرموں کے علاوہ باقی تمام مجرم جو واجب القتل قرار دیئے گئے تھے، جب معافی کے طالب ہوئے اور امان چاہی تو معاف کردیئے گئے۔

عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کاتبِ وحی تھا۔ کلام الٰہی میں تحریف کا مجرم ہوا اور جب اُس کی چوری پکڑی گئی تو بغاوت اور ارتداد اختیار کر کے قریش سے جاملا۔ کئی صحابہؓ نے نذر مانی کہ اس دشمنِ خدا کو قتل کریں گے۔ فتح مکہ کے موقع پر وہ اپنے رضاعی بھائی حضرت عثمان غنیؓ کی پناہ میں آکر معافی کا طالب ہوا۔ آنحضور ﷺ نے پہلے تو اعراض فرمایا مگر پھر حضرت عثمانؓ کی بار بار کی درخواست پر معاف فرمادیا اور اس کی بیعت قبول فرمالی۔ بعد میں نذر ماننے والے صحابہؓ سے آنحضور ﷺ نے دریافت فرمایا کہ جب تک مَیں نے عبداللہ کو معافی نہیں دی تھی تب تک اُسے قتل کر کے نذر پوری کیوں نہیں کی۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ حضورؐ کا ادب مانع تھا، اگر فیصلہ کوئی دوسرا تھا تو آپؐ ادنیٰ سا اشارہ ہی فرمادیتے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ آنکھ کے مخفی اشارے کی خیانت بھی نبی کی شان سے بعید ہے۔ بیعت کی قبولیت کے بعد عبداللہ اپنے جرائم کے باعث حیا کی وجہ سے نبی کریم ﷺ کے سامنے آنے سے کتراتا تھا۔ تب آپؐ نے اسے محبت بھرا پیغام بھجوایا کہ اسلام اس سے پہلے کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔

ھبار بن الاسود نے رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینبؓ پر مکہ سے مدینہ ہجرت کے وقت نیزے سے حملہ کیا جس سے وہ اونٹ پر سے ایک پتھریلی چٹان پر گریں۔ اس حادثہ سے اُن کا حمل ساقط ہوگیا اور یہی بیماری جان لیوا ثابت ہوئی۔ اس جرم کی بناء پر اس کے قتل کا فیصلہ ہوا۔ فتح مکہ کے موقع پر یہ کہیں بھاگ گیا۔ جب آنحضور ﷺ مدینہ تشریف لائے تو پھر یہ دربارِ رسالت میں حاضر ہو کر اپنے قصور کا اعتراف کرتے ہوئے عرض کرنے لگا کہ پہلے تو میں آپؐ کے ڈر سے فرار ہوگیا تھا مگر پھر آپؐ کے عفو و رحم کا خیال مجھے واپس لایا ہے۔ آنحضور ﷺ نے اسے معاف فرمادیا۔

ابوجہل کے بیٹے مشرکوں کے سردار عکرمہ نے ساری عمر اسلام کی عداوت میں گزاری۔ مکہ میں مسلمانوں کو سخت تکلیفیں دیں، مدینہ میں اُن پر جنگیں مسلط کیں، حدیبیہ کے مقام پر اُنہیں عمرہ کرنے سے روکا اور جو معاہدہ طے پایا اُسے توڑنے میں اہم کردار ادا کیا۔ فتح مکہ کے موقع پر ہتھیار ڈالنے کی بجائے حضرت خالدؓ بن ولید کے دستے پر حملہ آور ہوا اور پھر شکست کھا کر یمن کی طرف بھاگ کھڑا ہوا۔

اُس کی بیوی ام حکیم مسلمان ہوگئی اور آنحضور ﷺ سے اپنے خاوند کی معافی اور امان کی طالب ہوئی۔ آنحضور ﷺ نے اس جانی دشمن کے لئے بھی امان نامہ عطا فرمایا۔ جب وہ عکرمہ کا پیچھا کرتے ہوئے اُس کے پاس پہنچی تو اُسے اپنے جرائم کے خیال سے معافی کا یقین تو نہیں آتا تھا مگر اپنی بیوی پر اعتماد کرتے ہوئے واپس لوٹ آیا اور جب رسول اللہ ﷺ کے دربار میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے کمالِ شفقت کے ساتھ کھڑے ہو کر اسے خوش آمدید کہا اور اپنی چادر اُس کی طرف پھینکی جو امان کے ساتھ احسان کا اظہار بھی تھا۔ اُس نے عرض کیا میری بیوی کہتی ہے کہ آپؐ نے مجھے معاف فرمادیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا ہاں وہ ٹھیک کہتی ہے۔ تب وہ بے اختیار ہو کر بولا کہ اے محمدؐ! واقعی آپ بہت صلہ رحمی کرنے والے حلیم و کریم ہیں۔ اور پھر کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوگیا۔ اُس روز آنحضور ﷺ کی خوشیوں کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔ آپؐ نے ایک دفعہ رؤیا میں ابوجہل کے ہاتھ میں جنتی پھل یعنی انگور کے خوشے دیکھے تھے۔ اب اس کی تعبیر ظاہر ہوئی۔ آپؐ مسکرا رہے تھے۔ صحابہؓ کے استفسار پر فرمایا کہ مَیں خدا کی شان اور قدرت پر حیران ہو کر خوشی سے مسکراتا ہوں کہ بدر میں عکرمہ نے جس مسلمان صحابی کو قتل کیا تھا، وہ شہید صحابی اور عکرمہ دونوں جنت میں ایک ہی درجہ میں ہوں گے۔ بعد میں جنگ یرموک میں عکرمہ کی شہادت سے یہ بات مزید کھل گئی۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا اے عکرمہ! آج جو مانگنا ہے مجھ سے مانگ لو، میں اپنی توفیق کے مطابق تمہیں عطا کرنے کا وعدہ کرتا ہوں۔ مگر اب عکرمہ بالکل بدل چکا تھا، عرض کی اے خدا کے رسول! میرے لئے اپنے مولیٰ سے بخشش کی دعا کیجئے۔ آنحضور ﷺ نے اسی وقت دعا کے لئے ہاتھ پھیلا دیئے۔ بعد میں مسلمانوں کو تلقین کی کہ عکرمہ کے سامنے اس کے باپ کو برا بھلا نہ کہنا اس سے میرے ساتھی کو تکلیف پہنچے گی۔

ابوسفیان کی بیوی ھند نے اسلام کے خلاف جنگوں کے دوران کفار کو بھڑکانے کا فریضہ خوب ادا کیا تھا اور میدانِ اُحد میں آنحضور ﷺ کے چچا حضرت حمزہؓ کی نعش کے کان، ناک اور دیگر اعضاء کاٹ کر نعش کا حلیہ بگاڑا تھا اور اُن کا کلیجہ چبا کر اپنی آتشِ انتقام سرد کی تھی۔ ان جرائم کی پاداش میں قتل کی سزاوار ٹھہری۔ فتح مکہ کے بعد جب عورتوں کی بیعت ہوئی تو یہ بھی نقاب اوڑھ کر آگئی۔ بیعت کے بعد بعض شرائط بیعت کے بارہ میں استفسار کیا تو آنحضور ﷺ پہچان گئے کہ ایسی دیدہ دلیری ھند ہی کرسکتی ہے۔ آپؐ نے پوچھا کہ کیا تم ابوسفیان کی بیوی ھند ہو تو اس نے یہ کہتے ہوئے معافی کی درخواست کی کہ یارسول اللہ! اب تو میں دل سے مسلمان ہوچکی ہوں...... آنحضور ﷺ نے اسے معاف کردیا۔ اسی شام ھند نے دو بکرے ذبح کر کے اور بھون کر آنحضور ﷺ کی خدمت میں بھجوائے اور یہ پیغام بھجوایا کہ آجکل جانور کم ہیں اس لئے یہ حقیر تحفہ پیش کر رہی ہوں، قبول فرمائیں۔ آنحضور ﷺ نے دعا کی کہ اے اللہ ان کے بکریوں کے ریوڑ میں بہت برکت ڈال۔ چنانچہ یہ دعا اس شان سے قبول ہوئی کہ ھند سے بکریاں سنبھالی نہ جاتی تھیں۔ پھر وہ خود آنحضور ﷺ سے عرض کرتی تھی کہ ایک وقت تھا جب آپؐ کا گھر میری نظر میں دنیا میں سب سے زیادہ ذلیل اور حقیر تھا مگر اب روئے زمین پر تمام گھرانوں سے معزز اور عزیز مجھے آپؐ کا گھر ہے۔

وحشی بن حرب، جس نے اپنی غلامی سے آزادی کے لالچ میں غزوہ اُحد میں حضرت حمزہؓ کو چھپ کر بزدلوں کی طرح شہید کیا تھا، فتح مکہ کے بعد طائف بھاگ گیا اور چھپ چھپ کر زندگی گزارنے لگا۔ پھر کسی کے مشورہ پر طائف کے سفارتی وفد میں شامل ہو کر دربارِ رسالت سے معافی کا خواستگار ہوا۔ آپؐ نے اُس سے حضرت حمزہؓ کی شہادت کا واقعہ پوچھا اور جب اُس نے بتایا تو آپؐ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوگئے۔ آپؐ نے کمال حوصلہ سے اُسے معاف کیا اور فرمایا کیا تم اتنا کرسکتے ہو کہ میری نظروں کے سامنے نہ آؤ (تاکہ اپنے پیارے چچا کی المناک شہادت کی دکھ بھری یاد بار بار نہ ستائے)۔

وحشی یہ دیکھ کر آنحضور ﷺ کے حسن خلق کا معترف ہوا اور اُس نے عہد کیا کہ اب وہ اسلام کے کسی بڑے دشمن کو قتل کر کے حضرت حمزہؓ کے قتل کا بدلہ چکائے گا۔ حضرت ابوبکرؓ کے دور میں مسیلمہ کذاب کے ساتھیوں کے ساتھ جنگ یمامہ ہوئی تو مسیلمہ کو قتل کر کے کیفر کردار تک پہنچانے والا یہی وحشی تھا جس کا دل محمد رسول اللہ ﷺ نے محبت سے جیت لیا تھا۔

مشرکین مکہ کا سردار صفوان بن امیہ بھی عمر بھر مسلمانوں سے نبرد آزما رہا اور فتح مکہ کے موقع پر عکرمہ کے ساتھ مل کر حضرت خالدؓ بن ولید کے دستے پر حملہ آور ہوا۔ اگرچہ اس کے خلاف کسی سزا کا اعلان نہیں کیا گیا لیکن فتح مکہ کے بعد یہ شرمندہ ہو کر یمن بھاگ گیا۔ اس کے چچا عمیر بن وھب نے دربارِ رسالت سے اس کے لئے امان طلب کی تو اسے امان عطا کی گئی۔ اُنہوں نے کسی نشان کی درخواست کی تو آنحضور ﷺ نے اپنا وہ سیاہ عمامہ اتار کر دیدیا جو فتح مکہ کے روز آپؐ نے پہنا ہوا تھا۔ عمیر نے صفوان کو معافی کی خبر سنائی تو اُسے اپنے

جرائم کی وجہ سے یقین نہ آتا تھا۔ آخر دوسروں کے سمجھانے پر دربار رسالت میں حاضر ہو کر پوچھا کہ کیا آپؐ نے مجھے امان دی ہے؟ فرمایا "ہاں"۔ عرض کی کہ مجھے دو ماہ کی مہلت دیدیں (کہ اپنے دین پر قائم رہتے ہوئے مکہ میں ٹھہر جاؤں)۔ اسے چار ماہ کی مہلت عطا ہوئی۔ لیکن چند ہی دن بعد جب آنحضور ﷺ محاصرہ طائف سے واپس تشریف لا رہے تھے تو ایک وادی کے پاس سے گزرے جہاں آنحضور ﷺ کے چرتے ہوئے ریوڑوں کو صفوان طمع بھری نظروں سے دیکھنے لگا۔ آپؐ بھی اُسے دیکھ رہے تھے۔ فرمایا "صفوان! کیا یہ جانور تجھے بہت اچھے لگ رہے ہیں؟"۔ اُس نے کہا ہاں۔ آپؐ نے فرمایا یہ سب مَیں نے تمہیں بخش دیئے۔ وہ بے اختیار کہہ اٹھا کہ خدا کی قسم! اتنی بڑی عطا اتنی خوش دلی سے نبی کے سوا کوئی نہیں کر سکتا۔ اور اُس نے اسی وقت اسلام قبول کرلیا۔

قریش کے سردار حارث بن ہشام اور زُہیر بن امیہ بھی عکرمہ اور صفوان کے ساتھیوں میں سے تھے جنہوں نے نبی کریم ﷺ کی امان قبول کرنے کی بجائے مزاحمت کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ فتح مکہ کے بعد انہوں نے نبی کریم ﷺ کی چچازاد بہن امّ ہانی سے معافی کے لئے سفارش چاہی کیونکہ یہ دونوں اُن کے سسرالی عزیز تھے۔ امّ ہانی اگرچہ خود بھی ابھی مسلمان نہیں ہوئی تھیں لیکن انہوں نے دونوں کو امان دے کر اپنے گھر ٹھہرایا اور پہلے اپنے بھائی حضرت علیؓ سے ان کیلئے معافی کی بات کی۔ حضرت علیؓ نے صاف جواب دیا کہ ایسے معاندین اسلام کو مَیں خود اپنے ہاتھ سے قتل کروں گا۔ تب وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا میرا بھائی علی کہتا ہے کہ وہ اس شخص کو جسے مَیں نے امان دی ہے قتل کرے گا۔ نبی کریم ﷺ کا حوصلہ دیکھئے، فرمایا۔ اے امّ ہانی جسے تم نے امان دی اسے ہم نے امان دی۔

بعد ازاں حضورؐ نے حارث بن ہشام کو سو اونٹوں کا تحفہ دیا۔ اُن کا بیان ہے کہ ام ہانی کی پناہ جب رسول اللہ ﷺ نے قبول فرمالی تو مجھ سے کوئی بھی تعرض نہ کرتا تھا۔ البتہ مجھے حضرت عمرؓ کا ڈر تھا۔ لیکن وہ بھی ایک دفعہ میرے ہاں سے گزرے۔ میں بیٹھا ہوا تھا لیکن انہوں نے کوئی تعرض نہ کیا۔ اب مجھے یہی شرم تھی کہ میں رسول اللہ ﷺ کو کیا منہ دکھاؤں گا کیونکہ مجھے وہ تمام دشمنیاں یاد آجائیں گی جو میں ہر موقعے پر مشرکوں کے ساتھ مل کر حضورؐ کے خلاف کیا کرتا تھا۔ لیکن جب میں آنحضور ﷺ سے ملا اُس وقت آپؐ مسجد میں داخل ہو رہے تھے۔ کمال شفقت سے میری خاطر رُک گئے اور خندہ پیشانی سے ملاقات فرمائی۔ میں نے اسلام قبول کرلیا تو آپؐ نے فرمایا کہ "سب حمد اس اللہ کی ہے جس نے تمہیں ہدایت دی۔ تمہارے جیسا عقلمند انسان اسلام سے کس طرح دور اور لاعلم رہ سکتا تھا"۔ یہ وہی حارث ہیں جو غزوہ یرموک میں شریک ہوئے اور دوسرے دو زخمی مسلمان بھائیوں عکرمہ اور سہیل کو پیاسا دیکھ کر خود پانی پینے کی بجائے اُنہیں پلانے کا اشارہ کیا اور یوں شہادت کا رتبہ پاتے ہوئے بھی ایثار کا بے نظیر نمونہ پیش کیا۔

سر ولیم میور لکھتا ہے "اشتہاریان قتل تعداد میں تھوڑے ہی تھے اور شاید وہ سارے ہی اپنے جرائم کی وجہ سے انصاف کے مطابق قتل کے لائق تھے۔ (سوائے ایک مغنیہ کے قتل کے) باقی سب کا قتل سیاسی عناد کی بجائے ان کے جرائم کی بنیاد پر تھا ...... محمدؐ کا یہ حیرت انگیز کردار بے مثال فیاضی اور اعتدال کا نمونہ تھا۔ لیکن محمدؐ نے جلد ہی اس کا انعام بھی لے لیا اور وہ یوں کہ آپؐ کے وطن کی ساری آبادی صدق دل سے آپؐ کے ساتھ ہوگئی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہم چند ہفتوں میں مکہ کے دو ہزار باسیوں کو مسلمانوں کی طرف سے (حنین کے میدان میں) برسرپیکار دیکھتے ہیں"۔

......❁......❁......❁

مرشد ربانی کی توجہ کا اثر

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کی ایک تحریر "بدر" کی ایک پرانی اشاعت سے روزنامہ "الفضل" ربوہ ۴؍مارچ ۹۹ء میں منقول ہے۔ آپؓ بیان فرماتے ہیں کہ میری بیعت کے ابتدائی سالوں میں ایک صوفی نے یہ معلوم کر کے کہ میں نے حضرت مرزا صاحب کی بیعت کرلی ہے مجھے کہا کہ تم بہت جلد عیسائیوں، آریوں وغیرہ اقوام مخالفینِ اسلام کے جواب دینے میں ایک خاص طاقت حاصل کروگے۔ میں نے کہا آپ کو کس طرح معلوم ہوا۔ انہوں نے جواب دیا کہ آپ نے جس شخص کی بیعت کی ہے اس کی توجہ ادیانِ باطلہ کی نیست کرنے کی طرف بہت بڑھی ہوئی ہے اور مرشد کی توجہ کا اثر مریدین پر پڑتا ہے۔

......❁......❁......❁

گولڈ کوسٹ سے غانا تک

۱۴۷۱ء میں پرتگالی کشتی ران سونے کی تلاش میں گولڈ کوسٹ پہنچے اور ۱۴۸۲ء میں وہاں اپنا پہلا قلعہ تعمیر کیا۔ سونے کی تجارت کے ساتھ ساتھ یہ سرزمین جلد ہی انسانی تجارت کا مرکز بھی بن گئی اور یہاں سے غلام امریکہ بھجوائے جانے لگے۔ ۱۶۰ سال بعد پرتگالی اس علاقہ سے دستبردار ہوگئے اور پھر ولندیزیوں اور برطانوی باشندوں کے درمیان کشمکش شروع ہوئی جو ۱۸۷۲ء تک جاری رہی۔ اگرچہ غلاموں کی تجارت میں سویڈن، ڈنمارک اور جرمنی بھی شامل ہوگئے تھے۔ ان قوموں نے یہاں اپنے اپنے قلعے تعمیر کئے۔ ۱۸۷۴ء میں برطانیہ نے اشانٹی قبیلہ کو شکست دے کر گولڈ کوسٹ کے مرکزی حصہ پر قبضہ کر کے اسے اپنی کالونی بنالیا اور ۱۸۹۷ء میں پورے گولڈ کوسٹ کو فتح کرلیا اور پھر سونے اور ناریل کی تجارت سے بہت فائدہ اٹھایا۔ جنگ عظیم دوم کے بعد یہاں بھی تحریک آزادی نے جنم لیا اور ۶؍مارچ ۱۹۵۷ء کو اس کی آزادی کا اعلان کر کے اس کا نیا نام غانا رکھ دیا گیا اور ۱۹۶۰ء میں اسے جمہوریہ کا درجہ دیدیا گیا۔

غانا کے ہمسایہ ممالک میں آئیوری کوسٹ، برکینا فاسو اور ٹوگو ہیں۔ غانا میں سربراہ مملکت صدر ہے۔ ملک میں دس علاقائی ڈویژن ہیں۔ دارالحکومت اکرا ہے۔ سکہ "سیڈی" کہلاتا ہے۔ سرکاری زبان انگریزی ہے۔ مذاہب میں ۳۰% مسلمان، ۲۴% عیسائی اور ۳۸% قبائلی عقائد رکھنے والے ہیں۔ ملک میں خواندگی کا تناسب ۶۴% ہے اور ۶ سے ۱۶ سال تک کے بچوں کو تعلیم حاصل کرنا لازمی ہے۔ اس ملک نے فوجی اور عوامی دونوں قسم کے انقلاب دیکھے ہیں۔ اقوام متحدہ کے موجودہ سیکرٹری جنرل کوفی عنان کا تعلق غانا سے ہے۔

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲؍مارچ ۹۹ء میں غانا کے بارے میں ایک معلوماتی مضمون مکرم محمد محمود طاہر صاحب کے قلم سے شائع ہوا ہے۔

......❁......❁......❁

اعزازات

حضرت مسیح موعودؑ کو اللہ تعالیٰ نے بشارت دی تھی کہ آپکی جماعت میں ایسے لوگ ہوں گے جو علم و معرفت میں کمال حاصل کریں گے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے دنیا بھر میں بہت سے احمدی مرد و زن علوم و فنون کی مختلف شاخوں میں نمایاں امتیازات کے حامل ہیں اور قومی اور بین الاقوامی سطح پر نوع انسانی کی خدمت بجالاتے ہیں۔ ذیل میں ہم بعض ایسے اعزازات کا ذکر شائع کرتے ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ دنیا کے مختلف ممالک کے امراء / مبلغین کرام اپنے ملک کے ایسے احمدیوں کے متعلق بھی معلومات ہمیں بھجوائیں گے جو خدا تعالیٰ کے فضل سے اس پیشگوئی کے مصداق بنتے ہوئے نمایاں اعزازات حاصل کرنے والے ہیں۔

☆ مکرمہ صادقہ حفیظ صاحبہ نے M.B.B.S. فائنل میں نمایاں کامیابی حاصل کر کے درج ذیل دو میڈل حاصل کئے:-
1. Beli Ram Lemont Medal in Clinical Anatomy. 2. Mackenzie Memorial Medal in General Pathology.

☆ مکرم سارہ احمد ملک صاحبہ نے F.Sc (میڈیکل) میں لاہور بورڈ میں اوّل آکر گولڈ میڈل حاصل کیا۔ بعد ازاں میڈیکل کالج میں داخلہ ٹیسٹ میں پنجاب کے دس ہزار امیدواروں میں اوّل رہیں۔

☆ مکرمہ آنسہ اظہر النساء بیگم صاحبہ نے کملا نہرو پولی ٹیکنک کالج حیدر آباد سے آرکیٹیکچر نگ میں اوّل آکر گولڈ میڈل حاصل کیا۔

☆ مکرم ڈاکٹر چودھری اعجاز الرحمان صاحب کو F.C.P.SII کے امتحان ۹۸ء میں اعلیٰ کامیابی پر کالج آف فزیشنز اینڈ سرجنز پاکستان (کراچی) کی طرف سے "برکی گولڈ میڈل" دیا گیا۔ یہ میڈل صرف اُن امیدواروں کو دیا جاتا ہے جو پہلی ہی مرتبہ ۷۵% سے زائد نمبر حاصل کریں چنانچہ ۶۲ء سے اب تک یہ میڈل صرف ۱۸ امیدوار ہی حاصل کر سکے ہیں۔ قبل ازیں آپ نے Outstanding Fellow in Psychiatry Medal بھی حاصل کیا تھا۔

☆ مکرمہ طیبہ بشریٰ صاحبہ قائداعظم یونیورسٹی اسلام آباد میں ریاضی کے سمسٹر دوم میں اوّل آئیں۔

☆ مکرم شیراز جمیل احمد صاحب کو انسٹی ٹیوٹ آف چارٹرڈ اکاؤنٹنٹس کے امتحان FE-2 میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے پر گولڈ میڈل دیا گیا۔

☆ مکرم ندیم احمد صاحب اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں M.Sc فزکس میں اوّل آئے۔

☆ مکرمہ فریحہ طاہر صاحبہ نے ہمدرد یونیورسٹی کراچی سے MBA کے فائنل میں اوّل پوزیشن لی اور طلائی تمغہ حاصل کیا۔

......❁......❁......❁

ایک معاند احمدیت کی رسوائی

جمعیۃ العلمائے ہند اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے صدر ملاّ اسعد مدنی جماعت احمدیہ کی مخالفت میں بھارت کے مختلف مقامات پر جھوٹا اور ظالمانہ پراپیگنڈہ کرنے میں پیش پیش ہیں۔ امسال ۷؍فروری کو جمعیت کے زیراہتمام بنگلور میں ایک جلسہ رکھا گیا جس میں مذکورہ ملاّ نے حضرت مسیح موعودؑ کی ذات بابرکت کے بارے میں یہ تاثر دیا کہ مرزا صاحب نے نہ صرف جھوٹ بولے ہیں بلکہ اُن کی پیشگوئیاں بھی جھوٹی نکلی ہیں۔ اپنی تقریر کے آخر میں اُنہوں نے حکومت کو خوش کرنے کے لئے سیاسی چال چلی اور پاکستان پر یہ الزام عائد کیا کہ وہ دہشت گرد تیار کر کے ہندوستان کے اسلامی مدارس کو سپلائی کرتا ہے اور وہ ان مدارس میں دہشت گردی کی تربیت دیتے ہیں۔ اگلے ہی روز سے مختلف مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے ملاّؤں کی طرف سے ملاّ اسعد مدنی کے بیان کی مذمت کا طویل سلسلہ شروع ہوگیا جس میں اُن کے بیان کو سو فیصد جھوٹا اور بے بنیاد قرار دیا گیا۔ اور اس طرح حضرت مسیح موعودؑ کے الہام اِنِّی مُھِینٌ مَنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ کے مطابق ملاّ اسعد مدنی کی ذلت اور رسوائی کا نشان ظاہر ہوا۔

ہفت روزہ "بدر" قادیان ۴؍مارچ ۹۹ء میں ملاّؤں کے متعدد بیانات منقول ہیں جنہوں نے انفرادی اور اجتماعی طور پر ملاّ اسعد مدنی کی کذب بیانی کی شدید مذمت اور تردید کی ہے۔

......❁......❁......❁

محترمہ زینب بیگم صاحبہ

ماہنامہ "مصباح" مارچ ۹۹ء میں مکرمہ صادقہ شفیع صاحبہ اپنی خوشدامن محترمہ زینب بیگم صاحبہ کا ذکر خیر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ آپ حضرت مولوی غلام رسول صاحبؓ کی بیٹی تھیں۔ آپ کی شادی ۱۹۳۲ء میں محترم مولوی محمد شہزاد خانصاحب افغان مولوی فاضل سے ہوئی جو ۱۹۱۰ء میں کم عمری میں ہی افغانستان سے قادیان آئے تھے اور حضرت اماں جان نے بیمثال شفقت سے اُن کی پرورش کی اور تعلیم دلوائی۔

محترمہ زینب بیگم صاحبہ کا لمبا عرصہ بچوں اور بڑوں کو قرآن پڑھاتے گزرا۔ موصیہ تھیں اور آخر تک حصہ آمد ادا کرتی رہیں۔ وہ اپنے بیٹوں سے کہا کرتی تھیں کہ تم جتنا میری خوراک اور ادویات پر خرچ کرتے ہو اس کا دس فیصد حصہ آمد میری طرف سے ادا کر کے مجھے رسید لادیا کرو۔ اسی طرح ہر مالی تحریک میں ضرور حصہ لیتیں۔ جب تحریک جدید کا اجراء ہوا تو آپ بہت تنگدست تھیں۔ میرے سسر فکرمند تھے کہ اس تحریک میں کیسے حصہ لیں۔ چنانچہ آپ نے جہیز میں ملی ہوئی اپنی چاندی کی پازیبیں اُن کو دیدیں کہ فروخت کر کے رقم چندہ میں ادا کردیں۔ آپ کا انتقال ۲؍نومبر ۱۹۹۳ء کو لاہور میں ہوا۔

Muslim Television Ahmadiyya

Programme Schedule for Transmission

15/10/99 - 21/10/99

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced Every Six Hours. All times are given in British Standard Time. For more information please phone on +44 181 870 8517 or fax +44 181 874 8344

Friday 15th October 1999 — 05 Rajab 1420

- 00.05 Tilawat, News
- 00.45 Children's Corner: Workshop No.2 Produced by MTA Pakistan
- 01.10 Liqa Ma'al Arab: Session No.325 (R) Rec: 08.10.97
- 02.10 Tabarukaat: speech Ch. M. Zaffarullah Khan Sb, Jalsa Salana 1972 (R)
- 03.05 Urdu Class: Lesson No.59 (R)
- 04.05 Learning Arabic: Lesson No.16 (R)
- 04.25 Urdu Adab Ka Ahmadiyyat Dabistan (R) Host: Yusuf Sohail Shoaq Sahib
- 04.55 Homeopathy Class: Lesson No.74 Rec:28.03.95
- 06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
- 06.50 Children's Corner: Workshop No.2 (R) Produced by MTA Pakistan
- 07.10 Quiz: History of Ahmadiyyat, Part 9 Host: Faheem Ahmad Khaddim Sb
- 07.50 Saraiky Programme: Tarjumatul Quran Class, Rec.19.06.98
- 08.55 Liqa Ma'al Arab: Session No.325 (R)
- 09.45 Urdu Class: Lesson No. 59(R)
- 11.00 Indonesian Service: Tilawat, Hadith
- 11.30 Bengali Service: with National Ameer Sb Jamalpur Jamat, Part 2
- 12.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
- 12.55 Darood Shareef
- 13.00 Friday Sermon
- 14.00 Documentary: Flower Ehibition Produced by MTA Pakistan
- 14.25 Rencontre Avec Les Francophones: With French Speaking Guests
- 15.35 Friday Sermon: (R)
- 16.30 Children's Corner:Class No.5, Part 2 Produced by MTA Canada
- 17.00 German Service: Quran und Bible, more...
- 18.05 Tilawat, Dars ul Hadith
- 18.25 Urdu Class
- 19.45 Liqa Ma'al Arab: Session No. 329 Rec:14.10.97
- 20.45 MTA Belgium: Children's Class
- 21.15 Medical Matters: Topic - Anasthesia Guest: Muhammad Yunus Khan Sb
- 21.50 Friday Sermon: (R)
- 22.50 Rencontre Avec Les Francophones: (R)

Saturday 16th October 1999 — 06 Rajab 1420

- 00.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
- 00.40 Children's Corner: Class No.5, Part 2 Produced by MTA Canada (R)
- 01.10 Liqa Ma'al Arab: Session No.329 (R)
- 02.15 Weekly Preview: Coming programmes
- 02.20 Friday Sermon: (R)
- 03.25 Urdu Class: (R)
- 04.20 Computers for Everyone: Part 19
- 05.00 Rencontre Avec Les Francophones (R)
- 06.05 Tilawat, Weekly Preview, Dars ul Hadith, News
- 07.05 Children's Corner: Class No.5, Pt2 (R) From MTA Canada
- 07.35 MTA Mauritius: Children's Class No.14
- 08.15 Medical Matters: Topic –Anasthesia (R)
- 08.45 Liqa Ma'al Arab: Session No.329 (R)
- 10.00 Urdu Class (R)
- 11.00 Indonesian Service: Children's Corner,....
- 12.05 Tilawat, News, Weekly Preview
- 12.50 Learning Danish: Lesson No.1
- 13.20 Computers For Everyone: Part 19 (R)
- 14.05 Bengali Service:Advent of the Imam Mahdi
- 15.05 Children's Class: with Huzoor
- 16.10 Quiz: Khutbat e Imam, from 1998
- 16.45 Hikayate Shereen: Story No.7
- 17.00 German Service: Schule und Dann,....
- 18.05 Tilawat, Weekly Preview
- 18.10 Urdu Class: With Huzoor
- 19.40 Liqa Ma'al Arab: Session No.330 Rec:15.10.97
- 20.10 Children's Class: With Huzoor
- 21.10 Address by Huzoor: Jalsa Salana 1999 Rec: 31.07.99, Third Session

Sunday 17th October 1999 — 07 Rajab 1420

- 00.05 Tilawat, News,
- 00.40 Quiz: Khutbat e Imam (R)
- 01.05 Liqa Ma'al Arab: Session No.330 (R)
- 02.10 Canadian Horizons: Class No.19
- 03.15 Urdu Class: (R)
- 04.10 Weekly Preview
- 04.20 Learning Danish: Lesson No.1 (R)
- 04.55 Children's Class: With Huzoor (R)
- 06.05 Tilawat, News
- 06.40 Weekly Preview
- 07.40 Address by Hadhrat Khalifatul Masih IV: From Jalsa Salana UK 1999 (R) Rec: 31.07.99, Third Session
- 08.55 Liqa Ma'al Arab: Session No.330 (R)
- 09.55 Urdu Class: (R)
- 11.00 Indonesian Service: Silsilah Ahmadiyyat,....
- 12.05 Tilawat, News
- 12.40 Learning Chinese: Lesson No.143
- 13.10 Friday Sermon:
- 14.10 Bengali Service: Address to a workshop
- 15.10 Weekly Preview
- 15.25 Mulaqat With English Speaking Friends With Huzoor Rec: 12.05.96
- 16.30 Children's Class: With Huzoor
- 17.00 German Service:
- 18.05 Tilawat, Seerat un Nabi
- 18.25 Urdu Class:
- 19.25 Weekly Preview
- 19.40 Liqa Ma'al Arab: With Huzoor
- 20.45 Albanian Item: Introduction to Islam By Zakaria Khan Sahib
- 21.15 Dars ul Quran: No.7, Rec,09.02.95
- 22.55 Mulaqat With Huzoor (R)

Monday 18th October 1999 — 08 Rajab 1420

- 00.05 Tilawat, News
- 00.35 Children's Class: Lesson No.33, Part 2 (R)
- 01.05 Liqa Ma'al Arab: With Huzoor (R)
- 02.05 MTA USA :Speech By Maulana Sultan Mahmoud Anwer Sb
- 03.05 Urdu Class: No.62 (R)
- 04.20 Learning Chinese: Lesson No. 143 (R)
- 04.40 Mulaqat With Huzoor: Rec,05.05.96 (R) With English Speaking Guests
- 06.05 Tilawat, News
- 07.00 Children's Class: Lesson No.33, Part 2(R)
- 07.05 Dars ul Quran: Lesson No. 7(R) Rec: 09.02.95
- 08.45 Liqa Ma'al Arab: With Huzoor (R)
- 09.40 Urdu Class: No.62 (R)
- 10.55 Indonesian Service: Friday Sermon With Indonesian Translation Rec:06.02.99
- 12.05 Tilawat, News
- 12.40 Learning Norwegian: Lesson No.38
- 13.10 MTA Sports: First All Pakistan Badminton Tournament
- 14.00 Bengali Service: Training the youth.
- 15.00 Homeopathy Class: Lesson No. 75 Rec:03.04.95
- 16.10 Children's Class: Lesson No.34, Part 1
- 16.55 German Service.
- 18.05 Tilawat, Dars Malfoozat
- 18.30 Urdu Class: With Huzoor
- 19.45 Liqa Ma'al Arab: Session No.332
- 20.45 Turkish Programme: With Dr M. Jalal Shams Sahib
- 21.15 Rohani Khazaine: Noor ul Quran, Pt 2 Host: Syyed Mubashir Ahmad Ayaz Sahib
- 22.10 Homoeopathy Class: Lesson No.75 (R) Rec: 03.04.95, Fazl Mosque, London
- 23.00 Learning Norwegian: Lesson No.38 (R)

Tuesday 19th October 1999 — 09 Rajab 1420

- 00.05 Tilawat, News
- 00.40 Children's Class:Lesson No.34, Pt1 (R)
- 01.10 Liqa Ma'al Arab: Session No.332 (R)
- 02.10 MTA Sports: Badminton Tournament
- 03.00 Urdu Class: (R)
- 04.10 Learning Norwegian: Lesson No.38 (R)
- 04.55 Homoeopathy Class: Lesson No.75 (R)
- 06.05 Tilawat, News
- 06.30 Children's Class: Lesson No.34, Part 1 (R)
- 07.00 Pushto Programme: Friday Sermon Rec:17.04.98, With Pushto Translation
- 08.05 Rohani Khazaine: Noor ul Quran Pt 3 (R) Host: Syyed Mubashir Ahmad Ayaz Sahib Guests: Mubashir A. Khaloon Sb, Abdul Sami Khan Sb
- 08.55 Liqa Ma'al Arab: Session No.332 (R)
- 09.40 Urdu Class: (R)
- 10.55 Indonesian Service: Al Masih di Hindustan.
- 12.05 Tilawat, News
- 12.40 Learning Swedish: Lesson No.23
- 13.00 From The Archives: Friday Sermon by Huzoor, - Rec: 02.02.90
- 14.00 Bengali Service: Glimpse from the life of the Imam Mahdi (AS), rana banna, more....
- 15.00 Tarjumatul Quran Class: Lesson No.39 Rec: 26.01.95
- 16.05 Children's Corner: Workshop No.3 Produced by MTA Pakistan
- 16.20 Children's Corner: Entertaining and Educating, Nasrat Rawalpindi – Part 2
- 16.55 German Service:
- 18.05 Tilawat, Darsul Hadith
- 18.30 Urdu Class:
- 19.45 Liqa Ma'al Arab: Session No. 333 Rec:22.10.97
- 20.45 Norwegian Service: Contemporary Issues 'Christianity, a journey from fact to fiction'
- 21.10 MTA Variety: Roshni Ka Safar A meeting with Rana Daood Iqbal Sahib Host: Fazail Ayaz Ahmad Sb
- 21.25 Hamari Kaenat: Rockets & Space Shuttles Presenter: Syed Tahir Ahmad Sahib
- 21.55 Tarjumatul Quran Class: Lesson No.39 (R)
- 23.00 Learning Swedish: Lesson No.23 (R)
- 23.20 Speech: By Mujeeb ur Rehman Sahib Trials and Tribulations – A test of faith

Wednesday 20th October 1999 — 10 Rajab 1420

- 00.05 Tilawat, News
- 00.35 Children's Corner: Workshop No.3 (R)
- 01.00 Liqa Ma'al Arab: Session No.333 (R)
- 02.05 From The Archives: Friday Sermon (R) Rec:02.02.90
- 03.00 Urdu Class: (R)
- 04.05 Learning Swedish: Lesson No.23 (R)
- 04.50 Tarjumatul Quran Class: Lesson No.39 (R)
- 06.05 Tilawat, News
- 06.40 Children's Corner: Workshop No.3 (R)
- 07.05 Swahili Item: Swahili Muzakara Host: Maulana Abdul Basit Shahid Sb
- 08.05 Hamari Kaenat: Aeroplanes and Rockets
- 08.25 A Page from the History of Ahmadiyyat
- 09.00 Liqa Ma'al Arab: Session No. 314 (R)
- 09.55 Urdu Class: (R)
- 10.55 Indonesian Service: Al Masih di Hindustan
- 12.05 Tilawat, News
- 12.35 Learning Spanish: Lesson No.9
- 13.00 Mulaqat: Huzoor and Urdu speaking guests Rec: 10.03.95
- 14.00 Bengali Service: Friday Sermon Rec: 12.02.99
- 15.05 Tarjumatul Quran Class: Lesson No.40 Rec: 01.02.95
- 16.10 Children's Corner: Guldasta
- 16.55 German Service:
- 18.05 Tilawat, History of Ahmadiyyat
- 18.30 Urdu Class:
- 19.35 Liqa Ma'al Arab: Session No. 334 Rec: 23.10.97
- 20.35 MTA France: Problems des temps modrene Le solutions de L' Islam
- 21.05 MTA Lifestyle: Al Maidah
- 21.25 Duree Sameen
- 21.55 Tarjumatul Quran Class: Lesson No.40 (R)
- 22.45 Learning Spanish: Lesson No.9 (R)
- 23.10 Speech: By Maulana M. A. Khaloon Sahib At the Annual Ijtema Khuddam, Karachi

Thursday 21st October 1999 — 11 Rajab 1420

- 00.05 Tilawat, News
- 00.35 Children's Corner: Guldasta (R)
- 01.10 Liqa Ma'al Arab: Session No. 334 (R)
- 02.05 Mulaqat: with Urdu speaking guests (R)
- 03.10 Urdu Class: (R)
- 04.10 Learning Spanish: Lesson No.9 (R)
- 04.35 Dars Malfoozat
- 04.55 Tarjumatul Quran Class: Lesson No.40 (R)
- 06.05 Tilawat, News
- 06.35 Children's Corner: Guldasta (R)
- 07.10 Sindhi Program: Friday Sermon

Translations for Huzoor's Programmes are available on the following Audio frequencies:
English: 7.02 mhz, Arabic: 7.20 mhz, Bengali: 7.38 mhz, French: 7.56 mhz, German: 7.74 mhz, Indonesian/ Russian: 7.92 mhz, Turkish: 8.10 mhz,
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (0181) 870 8517
Fax: (0181) 870 1095

Vol. 6 Friday, October 15, 1999 Issue No. 42

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت

ختم نبوت کے معنیٰ

جناب محمد اکرم خان شیخ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کے الفاظ میں ختم نبوت کے اصل معنی:

"ختم نبوت کا یہ معنی ہر گز نہیں ہے کہ اللہ نئے نبی پیدا نہیں کر سکتا۔ ختم نبوت کا معنی یہ ہے کہ **اللہ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو جو برکات اور جو علوم دے کر بھیجا ہے اور جو ضابطہ حیات دے کر بھیجا ہے وہ قیامت تک کے لئے کافی ہے**۔ کسی نئے نظام کی ضرورت نہیں۔ ختم نبوت کا معنی یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جو قانون دئے ہیں وہ معاشی ہوں، وہ عدالتی ہوں یا سیاسی ہوں یا اخلاقی ہوں وہی قانون حرف آخر ہیں اور قیامت تک کے لئے ان کے مقابلے میں کوئی قانون بھیجنے کی ضرورت نہیں ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو طریقہ عبادت ارشاد فرمایا نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ فرمایا وہی طریقہ قیامت تک کے لئے کافی ہے، کسی نئے طریقہ عبادت کی ضرورت نہیں اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات ستودہ صفات کے جو برکات یا توجہات جو انوارات تقسیم ہوتے ہیں وہی قیامت تک ہر طالب کے قلب کو پہنچتے رہیں گے"۔

(ماہنامہ "المرشد" لاہور اپریل ۱۹۹۹ء صفحہ ۱۸)

☆......☆......☆

پاکستان کے حاجی

جناب محمد اکرم خان مزید فرماتے ہیں:

"ہم مطالعہ کرتے ہیں، تلاوت کرتے ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں، روزے رکھتے ہیں، حج کر کے آتے ہیں پھر جب موقع آتا ہے تو برائی کی طرف چلے جاتے ہیں۔ اگر سب حاجی نمازی لوگ راستباز ہوتے تو کیا یہ حشر ہوتا معاشرے کا جو ہو رہا ہے۔ یہ نماز، روزہ، حج، یہ ساری عبادات ہمیں برائی سے روکتی کیوں نہیں ہیں۔ اس لئے کہ ہم سن کر، پڑھ کر، عقلی طور پر، دماغی طور پر تسلیم کرتے ہیں کہ یہ کام کرنا چاہئے لیکن دل ویسا خالی کا خالی رہتا ہے اور شیطان کو دل میں بلانا نہیں پڑتا۔ یہ بڑی عجیب بات ہے کہ برائی کے لئے یا شیطنت کے لئے یا شیطان کو دل میں لانے کے لئے کوئی محنت نہیں کرنی پڑتی بلکہ علماء فرماتے ہیں کہ خالی گھر جو ہوتا ہے وہ شیطان کا گھر ہوتا ہے۔ دل جب اللہ کی یاد سے خالی ہوتا ہے تو از خود شیطان کا گھر بن جاتا ہے"۔ (ایضاً صفحہ ۱۷)

تقریب سنگ بنیاد

تعمیر نو مسجد ناصر۔ گوئٹے برگ (سویڈن)

۳۱/اگست ۱۹۹۹ء بروز منگل جماعت احمدیہ سویڈن کے لئے انتہائی مسرت کا دن تھا کیونکہ اس دن مسجد ناصر کی تعمیر نو کی سنگ بنیاد کی تقریب عمل میں آئی تھی۔ اس بابرکت تقریب میں شمولیت کے لئے سویڈن کی جماعتوں کے علاوہ ہمسایہ ممالک ناروے اور ڈنمارک سے بھی بہت سے احمدی احباب و خواتین اپنے اپنے امراء کرام کی معیت میں تشریف لائے۔ علاوہ ازیں یو۔کے، بلجیم، دوبئی، شارجہ اور پاکستان سے اپنے نجی دوروں پر آئے ہوئے احمدی احباب نے بھی اس تقریب میں شمولیت کی سعادت حاصل کی۔

اس تقریب سنگ بنیاد کے لئے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے مکرم و محترم محمد عثمان چو صاحب (المعروف چینی صاحب) کو اپنا خصوصی نمائندہ مقرر فرمایا۔ آپ مکرم مبشر احمد صاحب طارق امیر ناروے کے ہمراہ اوسلو (ناروے) سے بذریعہ کار تقریباً تین بجے بعد دوپہر گوئٹے برگ پہنچے جہاں مکرم انور رشید صاحب امیر جماعت سویڈن کی معیت میں جملہ اراکین نیشنل مجلس عاملہ سویڈن و ڈنمارک کے موجود احمدی احباب و خواتین نے پرتپاک استقبال کرتے ہوئے اھلاً وسھلاً کہا۔ وقف نو کے ایک بچے عزیزم وددانس رشید نے معزز مہمان کو پھولوں کا گلدستہ پیش کیا۔ معزز مہمان نے استقبال کے لئے آئے ہوئے جملہ احباب سے معانقہ کیا اور بچوں کو پیار دیا۔ بعدہٗ جملہ مہمانان گرامی مسجد کے قریب واقع اس ہال میں تشریف لے گئے جہاں نماز ظہر و عصر کی ادائیگی کا انتظام تھا۔ جملہ احباب نے مکرم محمد عثمان چو صاحب کی معیت میں نمازیں ادا کیں۔ پانچ بجے سہ پہر تقریب سنگ بنیاد کا آغاز ہوا۔ اس بابرکت تقریب کے انعقاد کے وقت موسم غیر معمولی طور پر خوشگوار ہو چکا تھا۔

تلاوت قرآن کریم مکرم نصیر الحق صاحب نے کی۔ سورۃ البقرۃ کی تلاوت کردہ آیات ۱۲۸ تا ۱۳۰ کا سویڈش ترجمہ مکرم قمر رشید صاحب نے پیش کیا۔ جس کے بعد مکرم انور رشید صاحب امیر جماعت سویڈن نے جملہ حاضرین تقریب کو بتایا کہ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہم مسجد ناصر کی تعمیر نو کے سنگ بنیاد کی تقریب میں شامل ہو رہے ہیں اور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کے خصوصی نمائندہ مکرم محمد عثمان چو صاحب ہمارے درمیان موجود ہیں اور سنگ بنیاد کے طور پر جو اینٹ نصب فرمائیں گے وہ بیت الدعا قادیان سے لائی گئی ہے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ نے بھی اس اینٹ پر دعا کی ہے۔ ان کلمات کے بعد نمائندہ خصوصی مکرم محمد عثمان چو صاحب نے مقررہ جگہ پر یہ بنیادی اینٹ نصب فرمائی۔ جس کے بعد علی الترتیب مکرم انور رشید صاحب امیر سویڈن، مکرم مبشر احمد طارق صاحب امیر ناروے اور امیر ڈنمارک مکرم عبدالباسط صاحب بٹ، مکرم سید کمال یوسف صاحب سابق مبلغ انچارج سکینڈے نیویا مکرم عبدالرشید صاحب آرکیٹکٹ اور ان کے علاوہ سابق امراء کرام سویڈن، جملہ اراکین نیشنل مجلس عاملہ، صدران جماعتہائے سویڈن، صدران جملہ ذیلی تنظیمات، نیز بیرون ممالک سے آئے ہوئے معزز مہمانان کو بھی بنیاد میں اینٹ نصب کرنے کی سعادت ملی۔ جس کے بعد مکرم محمد عثمان چو صاحب نے لمبی اور پرسوز دعا کروائی۔ تقریب کے آخر میں مہمان خصوصی کے ساتھ مختلف یادگاری گروپ فوٹوز اتارے گئے۔ اور جملہ حاضرین میں شیرینی بھی تقسیم کی گئی۔

مکرم طارق چوہان صاحب نے سویڈش زبان میں اس تقریب کا رواں ترجمہ کرنے کے علاوہ بنیادی اینٹ رکھنے والے جملہ احباب کے نام مائیکروفون کے ذریعہ پکارنے کی بھی ذمہ داری احسن طور پر ادا کی۔ مکرم مامون الرشید صاحب سیکرٹری جائیداد و صدر تعمیر کمیٹی مسجد ناصر نے بنیاد کی جگہ اینٹیں رکھنے کی ترتیب کے فرائض انجام دئے۔ اس سنگ بنیاد کے بابرکت موقعہ پر قادیان میں تین بکروں کی قربانی کا بھی انتظام کیا گیا۔

مسجد ناصر کی زمین کا کل رقبہ ساڑھے آٹھ ہزار مربع میٹر ہے اور تعمیر نو کے بعد دو منزلہ عمارت پندرہ سو مربع میٹر پر محیط ہو گی جس میں ایک حصہ لجنہ کے لئے اور دوسرا مرد حضرات کے لئے مخصوص ہو گا جس میں دو منزلہ مسجد، تبلیغی ہال، لائبریری، دفاتر، ایم ٹی اے سٹوڈیو اور دو فلیٹس کے علاوہ معذور افراد کے لئے لفٹ کی بھی سہولت مہیا ہو گی اور ایک مینار بھی تعمیر ہو گا۔ حضور ایدہ اللہ کی منظوری کے بعد مسجد ناصر کی تعمیر اور توسیع کے کام کا آغاز ہو چکا ہے۔ مسجد کی تعمیر کے لئے ایک کمیٹی مقرر ہے جو تعمیر کے کام کی نگرانی کر رہی ہے۔ امید ہے کہ آئندہ چھ ماہ تک مسجد کی تعمیر و توسیع کے منصوبہ کی تکمیل ہو جائے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس مسجد کی تعمیر نو کے جملہ مراحل کو بخیر و خوبی تکمیل تک پہنچائے اور اس مسجد کو آباد رکھنے اور خالص عبادت بجالانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

تبلیغی لٹریچر

تبلیغ کرنا ہر ایک احمدی کا فرض ہے لیکن ہر ایک آدمی اس قدر قابلیت اور لیاقت نہیں رکھتا کہ ہر طبقہ اور ہر درجہ کے لوگوں میں مؤثر طور پر زبانی تبلیغ کر سکے۔ پھر زبانی گفتگو بعض اوقات ایسا رنگ اختیار کر لیتی ہے جس سے خواہ مخواہ ضد پیدا ہو جاتی ہے اور اس طرح اعتراف صداقت میں رکاوٹ حائل ہو جاتی ہے۔ اس کے لئے ایم ٹی اے کے پروگرامز اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی مجالس سوال و جواب کی آڈیو ویڈیو کیسٹس کے علاوہ مختلف موضوعات پر جماعتی کتب، پمفلٹس، فولڈرز، رسائل و اخبارات وغیرہ بھی تبلیغ کا ایک مفید ذریعہ ہیں جنہیں احمدی احباب سفر و حضر میں اپنے پاس رکھ سکتے ہیں اور گاڑی میں یا کسی اور مجمع یا مجلس میں جن لوگوں کو تعلیم یافتہ اور حق پسند خیال کریں ان میں تقسیم کر سکتے ہیں یا اگر موقع ہو تو خود پڑھ کر سنا سکتے ہیں۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے دنیا کی اکثر بڑی بڑی زبانوں میں بنیادی اور اہم موضوعات پر لٹریچر تیار ہو چکا ہے۔ **اس لٹریچر کے حصول کے لئے** آپ اپنے ملک کے امیر صاحب جماعت یا سیکرٹری شعبہ اشاعت سے رابطہ کریں۔

تمام امراء کرام کا فرض ہے کہ وہ اس بات کی نگرانی فرماویں کہ ان کے شعبہ اشاعت میں تمام اہم زبانوں میں ضروری لٹریچر ہمہ وقت دستیاب ہے اور احباب جماعت کو اس لٹریچر کی سٹاک میں موجودگی اور اس کے حصول کے سلسلہ میں طریق کار کا بھی علم ہے۔ (ایڈیشنل وکیل الاشاعت۔ لندن)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔